بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک معترض کی غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم	صرف ایک	یعنی :	اللہ تبارک وتعالےٰ	.. اللہ کے سوا کوئی نہیں
ہمارا امام	صرف ایک	یعنی :	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	.. فرقہ وارانہ امام نہیں
ہمارا دین	صرف ایک	یعنی :	اللہ کا پسند کردہ دین اسلام	.. فرقہ وارانہ مذہب نہیں
ہمارا نام	صرف ایک	یعنی :	اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین	.. فرقہ وارانہ نام نہیں
بنیادِ محبت	صرف ایک	یعنی :	اللہ تعالےٰ سے تعلق	.. دنیوی تعلقات نہیں
وجہِ افتخار	صرف ایک	یعنی :	ایمان باللہ العظیم	.. وطن اور زبان نہیں

اگر آپ ہماری اس دعوت سے متفق ہیں تو ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔ تعارفی پمفلٹ مفت طلب فرمائیں۔

جماعت المسلمین

مسجد المسلمین۔ کوثر نیازی کالونی۔ نارتھ ناظم آباد، بلاک جی، کراچی ۳۳

جماعت المسلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رضوان اللہ خیراتی صاحب کے اعتراضات اور ان کے جوابات حقائق کی روشنی میں

غلط فہمی خیراتی صاحب فرماتے ہیں:۔ "آخرت میں وہی اسلام معتبر ہوگا جسکے ساتھ دل میں ایمان موجود ہوگا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

انہ لایدخل الجنۃ الا نفس مسلمۃ بیشک جنت میں مسلم کے علاوہ کوئی داخل نہ ہوگا۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد)

ازالہ جناب خیراتی صاحب نے دل کی بحث تو بلاوجہ چھیڑ دی ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا اسلام ہی آخرت میں معتبر ہوگا اور یہ جماعت المسلمین کی تائید ہے۔ جنت میں مسلم اور مؤمن ہی جائیں گے، بھلا ہم اس سے کیسے اختلاف کرسکتے ہیں۔ جماعت المسلمین بھی یہی کہتی ہے۔

غلط فہمی "چونکہ ایمان حقیقی قلبی فعل ہے لہٰذا اس کے بارے میں یقین کے ساتھ سوائے علم غیب کے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اس دنیا میں تمیز کے لئے کہ کون مسلم ہے اور کون مسلم نہیں وہ آخرت والا معیار نہیں اپنایا جائیگا بلکہ چند واضح اور ظاہری چیزوں کی بنیاد پر کسی کے مسلم اور غیر مسلم ہونے کا فیصلہ کیا جائیگا کیونکہ اس دنیا میں نیتوں کا اور قلبی کیفیات کا یقینی علم ممکن نہیں۔"

ازالہ آدمی کلمہ شہادت کا اقرار کرنے کے بعد "مسلم" بن جاتا ہے اب اس پر لازم ہے کہ وہ اقرار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی پیروی کرے، جو شریعت آپ لائے ہیں اس کا اطلاق اپنے جسم یعنی اعضاء و جوارح سے کرے۔ اگر کلمہ شہادت کا اقرار کرنے والا اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی من وعن پیروی نہیں کرتا، جو شریعت الٰہیہ آپ پر نازل ہوئی ہے اس کا انکار کرتا ہے۔ اس کا انکار فعل سے ہو یا قول سے، زبان سے اقرار اور فعل سے انکار، یہ تضاد ہے اور قول و فعل کا اجتماع ضدین باطل ہے۔

لہٰذا جو شخص اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرنے کے بعد، منزل من اللہ شریعت کی پیروی کرتا

ہے ایسے ہی شخص کا ایمان و اسلام دنیا و آخرت میں معتبر و مقبول ہو گا۔ علاوہ ازیں ہم نے کبھی کسی کی نیت پر حملہ کیا ہے اور نہ دل پر معلوم نہیں خیراتی صاحب نے نیت اور دل کی بحث چھیڑ کر مسئلہ کیوں الجھا دیا۔

غلط فہمی حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اسلام کیا ہے تو آپ نے بتایا

تشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ۔

تو اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور میں اس کا رسول ہوں۔

ازالہ جناب خیراتی صاحب نے حدیثِ جبریل کی بات کی ہے۔ قارئین کرام حدیثِ جبریل ملاحظہ فرمایئے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بارزاً یوماً للناس فاتاہ رجل فقال ما الایمان؟ قال الایمان ان تومن باللہ وملائکتہ وبلقائہ ورسلہ وتومن بالبعث قال ما الاسلام قال الاسلام ان تعبد اللہ ولا تشرک وتقیم الصلوٰۃ وتؤدی الزکاۃ المفروضۃ وتصوم رمضان قال ما الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک ...... ثم ادبر فقال ردوہ فلم یروا شیئاً فقال ھذا جبریل جاء یعلم الناس دینھم

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن لوگوں کے سامنے آئے۔ پھر آپ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے پوچھا ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر اس کے فرشتوں پر، اس کی ملاقات پر، اسکے رسولوں پر اور دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لاؤ۔ اس نے کہا: اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور شرک نہ کرو نماز قائم کرو اور زکوٰۃ فرض ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو۔ اس نے کہا احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تم اللہ کی عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ پھر اگر یہ کیفیت نہ ہو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو تو یہ کیفیت ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے.... پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا۔ آپ نے فرمایا اس کو واپس لاؤ۔ پھر صحابۂ کرامؓ نے کچھ نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: یہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

مندرجہ بالا حدیث سے درج ذیل مسائل اخذ ہوئے :۔

ایمان کیا ہے ؟ اور اس کی وضاحت ۔

اسلام کیا ہے ؟ اور اس کی وضاحت ۔

یک سوئی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ۔

احسان اور اس کی وضاحت ۔

حضرت جبریل علیہ السلام کا دین کی تعلیم دینے آنا ۔

جس ایمان کا حضرت جبریل علیہ السلام نے سوال کیا تھا کیا یہ فرقہ پرست اس ایمان کو فعلاً تسلیم کرتے ہیں ؟ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے سامنے یعنی آیات اور احادیث کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں ؟ یا اپنے خود ساختہ مذہب کی حمایت میں یا اپنے علماء کی حمایت میں اس ایمان کو رد کر دیتے ہیں ۔

ابوالحسن کرخی کہتے ہیں :۔

ان کل اٰیۃ تخالف قول اصحابنا فانھا تحمل علی النسخ او علی الترجیح والاولیٰ ان تحمل علی التاویل من جھۃ التوفیق (اصول کرخی ص۲۸) (ذہن پرستی ص۵)

ہر وہ آیت جو ہمارے فقہائے کے قول کے خلاف ہوگی اسے یا تو منسوخ سمجھا جائے گا یا ترجیح پر محمول کیا جائیگا اور اولیٰ یہ کہ اس آیت کی تاویل کر کے اُسے (فقہاء کے قول کے) موافق کر لیا جائے گا ۔

جناب خیراتی صاحب بتائیے یہ کون سا ایمان ہے ؟

کوئی کہتا ہے کہ حضرت انسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ فقاہت سے انجان ہیں ۔ (ذہن پرستی)

اما المقلد فالدلیل عندہ قول مجتھد فالمقلد یقول ھذا الحکم عندی لانہ اَدّی الیہ رأیُ ابی حنیفۃ وکل ما ادّی الیہ رأیہٗ فھو واقع عندی (توضیح تلویح) (التحقیق ص۲۲)

مقلد کے لئے مجتہد کا قول ہی دلیل ہوتا ہے ، پس مقلد یہ کہتا ہے کہ میرے نزدیک یہی حکم ہے اس لئے کہ ابوحنیفہؒ کی رائے نے مجھے اس تک پہنچایا ہے اور جس حکم تک مجھے ان کی رائے نے پہنچایا ہے بس وہی میرے نزدیک حقیقت ہے ۔

جناب خیراتی صاحب یہ کون سا ایمان ہے کیا حدیث جبریل نے اس بات کی تعلیم دی تھی ؟

کوئی فرقہ کہتا ہے :

"مسلک اہلحدیث کی بنیاد بھی انہی اصولوں پر ہے جنکو تمام ائمہ نے اسلام کی بنیاد قرار دیا ہے یعنی اللہ کی کتاب، اللہ کے رسول کی سنت، بعد اسکے اجماع صحابہ و تابعین اور اس کے بعد ائمہ مجتہدین کے اجتہادات اور فقہی فیوض جسے کتبِ اصول میں قیاس کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے"۔ (الاعتصام لاہور مؤرخہ ۲۰ر و ۲۷ر اپریل ۱۹۷۹ء)

جناب خیراتی صاحب یہ کونسا اسلام ہے؟ ہمارا تو ایمان ہے کہ جو اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے اور جس اسلام کی تعلیم حضرت جبریل دے گئے تھے یہ وہ ہرگز نہیں ہے اور ہر فرقہ نے اسی قسم کی باتیں کی ہیں جس کو آپ بخوبی جانتے ہیں مگر حقائق سے پردہ پوشی کر رہے ہیں۔

یہ ان فرقوں کی ظاہری حالت ہے اور ہم نے ظاہری حالت پر فیصلہ کیا ہے کہ یہ فرقے حق پر نہیں ہیں اور یہی اصول آپ نے بھی تحریر کیا ہے کہ ظاہری چیزوں کی بنیاد پر فیصلہ کریں گے کہ کون مسلم ہے اور کون نہیں۔ علاوہ بریں ہم نے نہ کسی کی نیت پر حملہ کیا ہے اور نہ کسی کے دل پر۔

غلط فہمی خیراتی صاحب فرماتے ہیں:-

حضرت جبریل علیہ السلام نے پوچھا:

اذا فعلت ذالك فانا مسلم "جب میں یہ کام کروں تو کیا میں مسلم ہو جاؤں گا

قال نعم آپ نے فرمایا: ہاں"

اسی طرح ایمان کے بارے میں آپ نے اسی حدیث میں بتایا کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے فرشتوں پر ایمان لاؤ اس کی کتابوں پر ایمان لاؤ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ حضرت جبریل نے پوچھا:

فاذا فعلت ذالك فانا مومن قال نعم "جب میں ان تمام چیزوں پر ایمان لے آؤں تو کیا میں مومن ہوں گا آپ نے فرمایا ہاں"

ازالہ جناب خیراتی صاحب آدمی "مسلم" ہو کر جماعت المسلمین میں آتا ہے۔ آدمی "مومن" ہو کر جماعت المسلمین میں آتا ہے اور یہی ہم کہتے ہیں۔ یہ بات ہماری تائید کرتی ہے۔

غلط فہمی خیراتی صاحب فرماتے ہیں:-

قالت الاعراب اٰمنا قل لم تومنوا ولكن قولوا اسلمنا ولما يدخل اعرابیوں نے کہا ہم ایمان لے آئے، اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے تم مومن نہیں ہوئے ہو لیکن

الایمان فی قلوبکم — تم کہو کہ ہم مسلم ہو گئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

"غور فرمائیے قرآن مجید کی گواہی ہے کہ ان کے دلوں میں ایمان موجود نہیں اور قرآن مجید ہی انہیں حکم دیتا ہے کہ تم اپنے آپ کو مسلم کہو اب جب وہ مسلم مانے جائیں گے تو ان سے نکاح بھی ہوں گے ان کے پیچھے نماز بھی پڑھی جائے گی حالانکہ ایمانِ حقیقی سے وہ محروم ہیں۔"

ازالہ

جناب خیراتی صاحب نے آیت پوری نقل نہیں کی اگر آیت پوری نقل کر دیتے تو آیت ہی خود وضاحت کر دیتی کہ مؤمن اور مسلم میں کیا فرق ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
(سورۃ حجرات - ۱۴)

دیہاتیوں نے کہا ہم مومن ہو گئے (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) آپ کہہ دیجئے کہ تم (ابھی) مؤمن نہیں ہوئے لیکن تم کہو کہ ہم مسلم ہو گئے ہیں ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمالوں میں سے کچھ کم نہیں کرے گا بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشش کرنے والا اور بے حد مہربان ہے۔

مطلب یہ ہے کہ تم ابھی کلمۂ شہادت کا اقرار کر کے مسلم بن گئے ہو مؤمن نہیں بنے ہو ہاں اگر تم اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتے رہو گے تو پھر تمہارے دلوں میں ایمان داخل ہو جاؤ گے۔

ہم بھی یہی کہتے ہیں اپنے آپ کو مسلم کہو مؤمن مت کہو کیونکہ یہ دل کا معاملہ ہے یہ اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے کہ کون مؤمن ہے اور کون مؤمن نہیں۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ہم اسی بات کی تبلیغ کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

الاسلام علانیة والایمان فی القلب قال ثم یشیر بیدہ الی صدرہ ثلاث مرات قال ثم یقول التقوٰی ھٰھنا التقوٰی ھٰھنا (رواہ احمد وابویعلی وسندہ حسن)

اسلام اعلان کرنے کو کہتے ہیں اور ایمان دل میں ہوتا ہے۔ پھر آپ نے اپنے دل کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا تقویٰ یہاں ہوتا ہے آپ نے تین بار یہ جملہ کہا۔

جب آدمی کلمۂ شہادت پڑھ لیتا ہے تو وہ مسلم ہو کر جماعت المسلمین میں شامل ہو جاتا ہے۔ اب وہ

شادی بھی انہی میں کرے گا اور نماز بھی مسلمین کے پیچھے پڑھے گا یعنی تمام دین کے کام مسلم ہو کر مسلمین میں ہی کریگا۔ اس کا فرقہ پرستوں سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جناب خیراتی صاحب مسلمین کی احادیث پیش کر کے فرقہ پرستوں کے وجود کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ بہر حال جو آیت خیراتی صاحب نے پیش کی ہے وہ ہماری تائید کرتی ہے۔

رہا معاملہ حقیقی ایمان کی محرومی کا تو آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں وہ محروم رہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے کرتے ایمان دل میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس کا ثبوت ہزار ہا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے دیا ہے۔ جو آدمی اپنے آپ کو مؤمن کہتا ہے اس کے جنتی ہونے میں کوئی شک نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

انی لقیتُ رُکبًا فقلت من انتم؟ قالوا نحن المؤمنون قال الا قالوا نحن من اهل الجنة (کتاب الایمان الحافظ ابی بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبة العبسی ص۹ وسندہ صحیح)

میں کچھ سواروں سے ملا۔ میں نے کہا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا ہم مومن ہیں (حضرت عبداللہ کہتے ہیں) وہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ ہم جنتی ہیں۔

لہٰذا ہم صرف اپنے آپ کو مسلم کہتے ہیں۔ مؤمن کون ہے یہ اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ جب ہم اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ ہم دل یا نیت کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑتے ہیں تو اب حدیث ابوسعید خدریؓ کی ہو یا کسی اور صحابیؓ سے مروی ہو ہم جواب دینے کے مکلف نہیں۔ اگر جواب ہے بھی تو وہی جو ہم سابقہ اوراق میں دے چکے ہیں۔

غلط فہمی

جناب خیراتی صاحب فرماتے ہیں :۔ عبیداللہ بن عدی بن الخیار سے روایت ہے ص۸ پر :

ازالہ

"وہ انصاری صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک منافق کے قتل کی اجازت طلب کر رہے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماعت المسلمین کے امیر ہیں تو معاملہ جماعت المسلمین کا ہوا نہ کہ فرقوں کا۔ مزید برآں جو احادیث جناب خیراتی صاحب بار بار پیش کر رہے ہیں یہ اس زمانہ کی ہیں جب کسی فرقے کا وجود نہیں تھا جو آج ہیں۔ اس وقت جماعت المسلمین تھی اور کافر مشرک کچھ اور دوسرے مذہب کے ماننے والے تھے۔ ان احادیث کو آج کل کے فرقہ پرستوں پر چسپاں نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج کل کے فرقہ پرستوں کو دوزخ کی وعید سنائی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

افترقت الیھود علی احدی وسبعین فرقة فواحدة فی الجنّة وسبعین فی النّار وافترقت النصاری علی اثنتین وسبعین فرقة فواحدة فی الجنّة واحدی وسبعین فی النّار والذی نفسی بیده لتفترقن امّتی علی ثلاث وسبعین فرقة فواحدة فی الجنّة وثنتین وسبعین فی النّار قیل یارسول اللہ من ھم قال ھم الجماعة (رواہ ابن ماجہ الاحادیث الصحیحہ للالبانی ۳/۴۸)

یہودیوں کے ۷۱ فرقے ہوگئے تھے ایک جنت میں گیا اور ۷۰ دوزخ میں اور نصاری کے ۷۲ فرقے ہوگئے ۷۱ دوزخ میں گئے اور ایک جنت میں۔ اس ہستی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری امت ضرور ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی۔ ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور ۷۲ دوزخ میں، کہا گیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کون ہوں گے؟ آپ نے فرمایا وہ جماعت ہوگی۔

جنّت میں جانے والی "جماعت" کن لوگوں کی ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بتاتے ہیں:

(۱) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

ولزوم جماعة المسلمین (رواہ الحاکم فی مستدرک صحیحہ والذھبی ۱/۸۷)

جماعت المسلمین سے چمٹے رہنا۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

والاعتصام بجماعة المسلمین (رواہ الدارقطنی فی الافراد وسندہ صحیح ما قبلہ)

جماعت المسلمین کو مضبوطی سے پکڑ لینا۔

(۳) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

والاعتصام بجماعة المسلمین (رواہ الطبرانی فی الکبیر وحلیة الاولیاء وسندہ صحیح لغیرہ)

اور جماعت المسلمین کو مضبوطی سے پکڑ لینا۔

(۴) حضرت نعمان بن بشیر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

ولزوم جماعة المسلمین (رواہ الطبرانی

جماعت المسلمین سے چمٹے رہنا۔

فی الکبیر وابونعیم وابن عساکر وسندہ صحیح لغیرہ)

(۵) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

تلزم جماعۃ المسلمین واما مھم (صحیح بخاری وصحیح مسلم) جماعت المسلمین اور ان کے امام سے چمٹے رہنا۔

حضرت جبیر بن مطعم، حضرت انس بن مالک، حضرت معاذ بن جبل، حضرت نعمان بن بشیر اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم جماعت المسلمین سے وابستہ رہنے کا حکم بیان کر رہے ہیں۔ یہ تو ہوئی شر کے زمانے کی بات اب ذرا خیر کے زمانے کی بات بھی دیکھ لیجئے کہ اس زمانے میں بھی جماعت المسلمین تھی کوئی اور جماعتِ حقّہ نہیں تھی۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لیشھدن جماعۃ المسلمین (صحیح بخاری) (خواتین بھی عیدگاہ میں) جماعت المسلمین کے ساتھ شریک ہوں۔

یہ بات احادیث سے ثابت ہے کہ جب فرقے دندنا رہے ہوں گے تو جماعت المسلمین جماعتِ حقّہ ہوگی اور جب فرقوں کا وجود نہیں تھا اس وقت بھی جماعت المسلمین ہی جماعتِ حقّہ تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق یہی جماعت جنّت کی مستحق ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

جناب خیراتی صاحب نے صلا پر اپنے پمفلٹ پر جو احادیث نقل کی ہیں یعنی "جس شخص نے اپنے مسلم بھائی کو کافر کہا...... جس نے کسی مؤمن پر لعنت کی" یہ تعریف اور احادیث صرف ان کے لئے ہے جو صرف مسلم ہیں۔ ہم نے آج تک کسی مسلم کو کافر نہیں کہا۔ ہمیں یہ احادیث معلوم ہیں۔ ہم ان پر عمل پیرا ہیں۔ اگر آپ یہ کہیں کہ یہ فرقہ پرست مسلم ہیں یہ بھی جماعت المسلمین ہیں تو آپ کا یہ استدلال احادیث کے خلاف ہوگا۔ یہ تمام فرقے ہیں اور جماعت المسلمین کے سخت مخالف ہیں۔

غلط فہمی

خیراتی صاحب رقمطراز ہیں:۔

"معمولی باتوں پر کفر و شرک کے فتوے لگانا انتہائی خطرناک مشغلہ ہے یہ مشغلہ باطل اور گمراہ فرقوں کا رہا ہے اہل حق نے کبھی اس مشغلہ کو نہیں اپنایا۔"

ازالہ

معلوم نہیں جناب خیراتی صاحب کس سے مخاطب ہیں۔ جماعت المسلمین نے نہ کسی کو کافر کہا ہے اور نہ مشرک، جماعت المسلمین تو فتویٰ دیتی ہی نہیں۔ یہ ہم پر الزام ہے ہم اس کی پر زور مذمت کرتے ہیں:

غلط فہمی "امام ابوسفیانؒ کہتے ہیں میں جابر بن عبداللہ کے ساتھ مکہ میں چھ سال تک رہا۔ ان سے کسی شخص نے سوال کیا: کیا آپ (صحابہ کرام) اہل قبلہ میں سے کسی ایک کو بھی کافر کہتے ہیں؟ حضرت جابرؓ نے جواب دیا کہ ہم اس چیز سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں اس آدمی نے سوال کیا کیا آپ صحابہ کرام اہل قبلہ میں سے کسی کو مشرک قرار دیتے ہیں حضرت جابرؓ نے فرمایا نہیں"۔

ازالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اہل قبلہ سے مراد اہلِ اسلام ہے ورنہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں خود فرماتا ہے۔ غور فرمائیے:۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ○ (یوسف-۱۰۶) — اور ان کی اکثریت اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے باوجود مشرک ہی ہوتی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا یہ کلمہ گو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھتے؟ ضرور پڑھتے ہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ رکوع اور سجود پورے نہیں کر رہا ہے جب اس آدمی نے اپنی نماز پوری کر لی تو حضرت حذیفہؓ نے فرمایا:۔

ما صليت ..... لومت مت على غير سنة محمد صلى الله عليه وسلم (صحیح بخاری) — تو نے نماز نہیں پڑھی اگر تو (اسی حال میں) مر جاتا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر نہیں مرتا۔

حضرت حذیفہؓ نے معلوم کیا تو یہ نماز یا ایسی نماز کب سے پڑھ رہا ہے اس نے کہا چالیس سال سے (فتح الباری ۲/ ۲۷۵ سکت علیہ الحافظ)

کیا یہ شخص قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھ رہا تھا؟ ضرور پڑھ رہا تھا۔ صرف رکوع اور سجود پورے نہ کرنے کی وجہ سے حضرت حذیفہؓ نے اس کو اسلام سے باہر کر دیا۔ خیراتی صاحب غور کیجیے۔

حضرت ابوعبداللہ الاشعری رضی اللہ عنہ اس حدیث کو مرفوع روایت کرتے ہیں:۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم راى رجلاً لا يتم ركوعه ينقر فی سجوده وهو يصلى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو مات هذا على حاله هذه مات على غير ملة محمد صلى الله عليه وسلم (رواه الطبرانی فی الکبیر ۴/ ۱۱۵، رواه ابویعلیٰ ۱/ ۳۴۴) — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ رکوع پورا نہیں کر رہا ہے اور سجود میں ٹھونگے مار رہا ہے اس حال میں کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ اسی حال میں مر جاتا تو یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر نہ مرتا۔

رواہ البیہقی ۲/۸۹) (والضیاء فی المنتقی من الاحادیث الصحاح والحسان ۱/۲۷۶) (وابن عساکر ۲/۲۲۶ وسندہ حسن وصححہ ابن خزیمۃ) (قال فی المجمع ۲/۱۲۱ واسنادہ حسن)

نافع کہتے ہیں :-

ان رجلا اتی ابن عمر فقال ان فلانا یقرؤك السلام قال انه بلغنی انه قد احدث فان کان قد احدث فلا تقرئه منی السلام (رواہ ابن ماجہ ۲/۱۳۵۰ قال الترمذی صحیح حسن)

ایک شخص ابن عمرؓ کے پاس آیا اس نے کہا فلاں آدمی نے آپ کو سلام کہا ہے حضرت ابن عمرؓ نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ بدعتی ہے اگر ایسا ہے تو پھر تم میرا سلام اس کو نہ کہنا۔

کیا یہ بدعتی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھتا تھا ضرور پڑھتا ہوگا مگر ابن عمرؓ اس کی نفی کر رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک مسجد میں گئے مؤذن نے اذان میں تثویب کی یعنی ظہر یا عصر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہا۔ حضرت ابن عمرؓ نے کہا اُخرُج بنا مجاھد ! ھذہ بدعۃ (رواہ الدارمی وسندہ حسن) "اے مجاہد (اس مسجد سے) نکلو یہ بدعت ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی هدم الاسلام (رواہ البیہقی فی شعب الایمان وسندہ حسن)

جس شخص نے کسی بدعتی کی عزت کی اس شخص نے اسلام کو ختم کرنے میں مدد دی۔

لہٰذا حضرت جابرؓ کی مراد اہلِ قبلہ سے اہلِ اسلام ہی ہے۔

غلط فہمی

خیراتی صاحب کہتے ہیں :- بدعتی کا حکم : بدعتی شرک کا مرتکب ہوتا ہے لیکن یہ فیصلہ بھی اس دنیا میں نہیں ہوگا اگر وہ اوپر بیان کردہ چیزوں پر عمل کرتا ہے اور ایمان رکھتا ہے تو اس دنیا میں وہ مسلم ہی سمجھا جائے گا اور اس کی امامت جائز ہوگی۔

ازالہ

بدعتی شرک کا مرتکب ہوتا ہے اور وہ ایمان رکھتا ہے یہ دونوں باتیں متضاد ہیں۔ شرک اور ایمان دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ خیراتی صاحب ضدین باطل کو ملانا چاہتے ہیں

اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خیراتی صاحب میں تقوی اور خشیت صحابہ کرام سے بھی زیادہ ہے کیونکہ وہ ہر کام کو قیامت کے دن پر محمول کر رہے ہیں۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں یہ حکم سنا دیا ہے کہ بدعتی کا نہ نفل قبول ہوتا ہے اور نہ فرض، بدعتی کو ٹھکانہ مت دو (صحیح بخاری)

حضرت ابو درداءؓ کہتے ہیں: "میں نے کہا یا رسول اللہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے سیکفر قوم بعد ایمانھم یعنی عنقریب لوگ ایمان لانے کے بعد کفر کریں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے (رواہ الطبرانی فی الکبیر وسندہ حسن ۱/ ۸۹)

یہ فرمان رحمۃ للعالمین کا ہے۔ ٹھنڈے دل سے اس پر غور فرمایئے۔ ہم کہیں گے تو آپ کو شکایت ہوگی۔

مگر خیراتی صاحب فرماتے ہیں اس کا روزہ، نماز، حج سب قبول ہوگا۔ بات یہ ہے کہ جب آدمی گمراہ ہوتا ہے تو اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے اور بہکی بہکی باتیں کرنے لگتا ہے! اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

غلط فہمی

جناب خیراتی صاحب رقمطراز ہیں:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لعلکم ستدرکون اقواماً یصلون صلاۃ بغیر وقتھا فاذا ادرکتموھم فصلوا فی بیوتکم فی الوقت الذی تعرفون ثم صلوا معھم واجعلوھا سبحۃ (مسند امام احمد بلوغ ج ۵ ص۲۲ قال الہیثمی ورجالہ رجال الصحیح)

ممکن ہے عنقریب تم ایسی قوموں کو پاؤ جو نماز کو اس کے وقت کے علاوہ کسی اور وقت میں پڑھیں پھر جب تم انہیں پاؤ تو اپنے گھر میں نماز کو اس کے معروف وقت پر ادا کرنا پھر (جب وہ نماز پڑھیں ان کے ساتھ نماز پڑھنا) وہ نفل ہو جائیں گے۔

صلوٰۃ کو کسی دوسرے وقت پر پڑھنا بدعت ہے لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے ہیں صلوا معھم ان کے ساتھ نماز پڑھنا۔ لیکن ساتھ ہی نماز کو اس کے اصلی وقت پر پڑھنے کا حکم دیتے ہیں معلوم ہوا کہ بدعتی کی بدعت میں شرکت نہیں آئے گی لیکن اس کی امامت میں نماز پڑھنے سے روکنا بھی غلط ہے اور حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔

ازالہ

جناب خیراتی صاحب یہ حدیث تو جماعت المسلمین کے امرآء کے بارے میں ہے اس حدیث کو آپ کن لوگوں کی طرف لے جارہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس حدیث کو فرقہ پرست اماموں کی طرف لے جانا چاہتے ہیں اور ان کی طرف اس حدیث کو منسوب کر کے ان کی امامت ثابت کرنا

چاہتے ہیں اور پھر ان کے پیچھے نماز پڑھوانا بھی چاہتے ہیں۔ آپ کے فہم کی داد دی جائے کہ دیر سے نماز پڑھنے کو آپ نے بدعت بھی کہہ دیا۔

جناب خیراتی صاحب بدعتی ہونے کے فتوے کون دے رہا ہے آپ یا ہم۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

یا اباذرٍ انّہ سیکون بعدی امرآء یمیتون الصّلوٰۃ فصلّ الصلوٰۃ لوقتھا فان صلّیت لوقتھا کانت لك نافلۃ والا کنت قد احرزت صلاتك (صحیح مسلم ۱/۲۴۸)

اے ابوذر عنقریب میرے بعد ایسے امرآء ہونگے جو نماز کو بالکل آخری وقت میں ادا کریں گے تو تم وقتِ اول پر نماز پڑھ لینا۔ پھر اگر تم نے وقتِ اول پر نماز پڑھ لی وہ تمہاری نفل ہو جائے گی ورنہ یہ کہ تم نے اپنی نماز کی حفاظت تو کر ہی لی۔

ابو العالیہ کہتے ہیں : میں نے عبداللہ بن صامت سے کہا :۔

نصلی یوم الجمعۃ خلف امرآء فیوخرون الصّلوٰۃ (صحیح مسلم)

ہم جمعہ کے دن امرآء کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ وہ نماز کو تاخیر سے پڑھاتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے :۔

کیف انت اذا کانت علیك امرآء یؤخرون الصلوٰۃ عن وقتھا او یمیتون الصلوٰۃ عن وقتھا (صحیح مسلم)

(اے ابوذر) اس وقت تمہارا کیا عالم ہوگا جب تم پر ایسے امراء ہوں گے جو نماز کو اس کے (صحیح وقت سے) تاخیر کریں گے یا بالکل آخری وقت میں پڑھیں گے یعنی بالکل وقت کی جان نکال کر نماز پڑھیں گے۔

حضرت قبیصہ بن وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون علیکم امرآء من بعدی یؤخرون الصلوٰۃ فھی لکم وھی علیھم فصلوا معھم ما صلوا القبلہ (رواہ ابوداؤد وسندہ صحیح ۱/ ۱۱۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے بعد تم پر ایسے امرآء ہوں گے جو نماز میں تاخیر کرینگے پس تمہارے لئے ٹھیک ہوگا اور ان پر اس کا وبال ہوگا۔ جب تک وہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہیں تم ان کے ساتھ نماز پڑھتے رہنا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

انها ستكون عليكم بعدى امراء تشغلهم اشياء عن الصلوٰة لوقتها حتى يذهب وقتها فصلوا الصلوٰة لوقتها فقال رجلٌ يا رسول الله اُصلى معهم قال نعم ان شئتَ (رواہ ابوداؤد وسندہ صحیح ۱/ ۱۱۸)

عنقریب میرے بعد تمہارے اوپر ایسے امراء ہونگے ان کو نماز سے کچھ چیزیں مشغول کر دیں گی یہانتک کہ اوّل وقت جاتا رہے گا۔ پس تم اوّل وقت پر نماز پڑھ لیا کرنا۔ ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا میں ان کے ساتھ نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا ہاں اگر تم چاہو۔

اب اگر کوئی ایسے امراء کے پیچھے نماز نہ پڑھے تو یہ قرینۂ صارفہ ہے جو اس کی فرضیت کو نفل کی طرف محمول کر رہا ہے۔ مزید برآں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بات کی تعلیم دینا کہ تم وقت پر گھر میں نماز پڑھ لینا اور پھر آخری وقت میں امرآء کے پیچھے بھی نماز پڑھ لینا، اختلاف سے بچانا ہے ایسا نہ ہو کہ امرآء اور عوام کے درمیان اختلاف ہو جائے اور اختلاف کسی پریشانی کا سبب بن جائے۔ گویا یہ چیز ہمارے حق میں ہے اور اختلاف کرنے والوں کے خلاف ہے۔

حضرت ابوامامہ بن سہل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں :-

صلينا مع عمر بن عبد العزيز الظهر ثم خرجنا حتى دخلنا على انس بن مالك فوجدناه يصلى العصر فقلت يا عم ما هذه الصلوٰة التى صليت قال العصر وهذه صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم التى نصلى معه (صحیح مسلم ۱/۴۳۴)

ہم نے عمر بن عبدالعزیزؒ کے ساتھ ظہر پڑھی۔ پھر ہم نکلے اور حضرت انس بن مالکؓ کے پاس آئے۔ ہم نے ان کو عصر کی نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ میں نے کہا: اے چچا یہ کونسی نماز ہے جو آپ پڑھ رہے ہیں؟ حضرت انسؓ نے کہا عصر ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے جو ہم آپ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

ابوالعالیہ اور ابوامامہ یہ بتا رہے ہیں کہ امرآء دیر سے نماز پڑھاتے ہیں تو یہ امرآء اسلامی حکومت کے امرآء ہیں۔ جماعت المسلمین کے امرآء ہیں۔ خیراتی صاحب ان کی آجکل کے فرقہ پرست اماموں سے کیا نسبت۔ مزید برآں آپ کا نماز کو دیر سے پڑھنے کو بدعت کہنا درج ذیل حدیث کے خلاف ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

انه سیلی امرکم من بعدی رجال یطفئون السنة ویحدثون بدعةً و یؤخرون الصلوٰة عن مواقیتها قال ابن مسعود یا رسول الله کیف بی اذا ادرکتم قال لیس یا ابن ام عبد طاعة لمن عصی الله قالها ثلاث مرات (بلوغ جزء ۵ صـ ۲۲۲ وسنده صحیح)

میرے بعد عنقریب تمہاری امارت کے ایسے لوگ والی ہونگے جو سنت کو مٹائیں گے اور بدعت نکالیں گے اور نمازیں ٹھیک اوقات سے تاخیر کرینگے! ابن مسعودؓ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں ان کو پاؤں تو کیا کروں؟ آپنے فرمایا اے ابن ام عبد جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اس کی اطاعت نہیں کرنی۔ آپنے یہ کلمات تین مرتبہ فرمائے۔

مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ جو امرآء سنت کو مٹائیں بدعت جاری کریں ایسے اماموں کی پیروی نہیں کرنی ہے کیونکہ ایسے امام اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان ہیں مگر حیرت کی بات ہے کہ خیراتی صاحب بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دے رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں :-

قال النبی صلی الله علیه وسلم انا علی حوضی انتظر من یرد علیّ فیؤخذ بناس من دونی اقول اُمّتی فیقال لا تدری مشوا علی القهقری۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں اپنے حوض پر (اپنی امت کے لئے) جو کہ میرے سامنے سے گزرے گی انتظار کر رہا ہوں گا۔ میرے پاس سے کچھ لوگ پکڑ لئے جائیں گے میں کہوں گا یہ میرے امتی ہیں۔ کہا جائیگا آپ نہیں جانتے یہ اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے کو چل پڑے تھے۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں :-

اختلجوا دونی فاقول ای ربّ اصحابی فیقول لا تدری ما احدثوا بعدك (صحیح بخاری)

مجھ سے کچھ لوگ روک لئے جائیں گے میں کہوں گا یہ میرے صحابی ہیں، وہ کہے گا آپ نہیں جانتے انہوں نے آپکے بعد کیسی کیسی بدعتیں نکالیں۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں :-

قال انهم منی فیقال انك لا تدری ما بدلوا بعدك، فاقول سحقًا سحقًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: یہ لوگ مجھ سے ہیں۔ کہا جائے گا آپ نہیں جانتے آپ کے

لمن بدّل بعدی (صحیح بخاری) بعد ان لوگوں نے دین بدل ڈالا تھا پھر میں کہوں گا ان کو مجھ سے دور کر دو ان کو مجھ سے دور کر دو جنہوں نے میرا دین بدل ڈالا۔

قیامت کے دن کا یہ نقشہ کھینچا گیا ہے کہ یہ لوگ آپ کے اُمتی ہوں گے یہ صحابہ کرام نہیں ہوں گے یہ لوگ بعد میں آنے والے حضرات ہوں گے۔

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

لیردنّ علی الحوض رجال ممن صحبنی ورآنی (رواہ احمد والطبرانی وسندہ حسن و فتح الباری ۱۱/۳۸۵) میرے بعد میری پیروی کرنے والے حضرات میرے سامنے حوض پر سے ضرور گزریں گے۔

ایک اور روایت ہے۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

فقلت یارسول اللہ ادع اللہ ان لا یجعلنی منھم قال لست منھم (رواہ الطبرانی وسندہ حسن وفتح الباری ۱۱/۳۸۵) میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے دعاء کیجئے کہ اللہ مجھے ان میں سے نہ بنائے۔ آپ نے فرمایا : تم ان میں سے نہیں ہو۔

الغرض جن لوگوں نے دین تبدیل کر دیا، دین میں بدعتیں نکالیں، نام اسلام کا لیا اور کام غیر اسلامی کئے ایسے حضرات کو امام بنانا تو کجا جماعت المسلمین کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

رہا معاملہ امام جائر کا تو یہ بھی سنیئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ المکتوبۃ واجبۃ خلف کل مسلم برًا کان او فاجرًا وَ ان عمل الکبائر (رواہ ابوداؤد والدارقطنی بلوغ جزء ۵ ص ۲۲۲ وسندہ ضعیف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: فرض نماز ہر مسلم کے پیچھے فرض ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد اور اگرچہ وہ گناہ کبیرہ کرے۔

اول تو یہ حدیث ضعیف ہے اگر صحیح بھی تسلیم کرلیں تو یہ حدیث ہماری تائید کرتی ہے اور آپ کی نفی یعنی اگر کوئی امام مسلم نیک ہے یا بد تو ہم ہر حال میں ایسے مسلم امام کے پیچھے نماز

پڑھیں گے اور امام جائر کی امامت کو جاری رکھیں گے۔ لہٰذا یہ دلیل بھی آپ کے استدلال کو تقویت نہ دے سکی۔

غلط فہمی "الغرض مسلمین پر کفر و شرک کے فتوے لگانا اور ان سے اپنی نمازوں کو الگ کر لینا بہت بڑی گمراہی ہے۔"

ازالہ ہم پر یہ بہت سخت قسم کا الزام ہے کہ ہم نے مسلمین پر کفر و شرک کے فتوے لگائے ہیں۔ جناب خیراتی صاحب نے دلیل اور حوالہ کے بغیر ہم پر یہ الزام عائد کر دیا ہے۔ اس کا ثبوت دینا ان کے ذمہ ہے۔ وہ ثابت کریں کہ ہم نے کب اور کس موقع پر یہ فتوے لگائے ہیں۔

فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا (صحیح بخاری و صحیح مسلم) "تمام فرقوں کو چھوڑ کر الگ ہو جانا" کے تحت ہم نے تمام دینی کام فرقوں سے الگ کر لئے ہیں۔ اب اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنا گمراہی ہے تو اس گمراہی پر ہم نازاں اور خوش ہیں۔

غلط فہمی ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ دوسری (غیر مسلم) قومیں تم سے لڑنے اور تمہیں مٹانے کے لئے اس طرح ایک دوسرے کو بلائیں کہ جیسے کھانا کھلانے والے دوسرے (بھوکے) لوگوں کو دستر خوان پر بلاتے ہیں یہ سن کر صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے پوچھا وہ لوگ ہم پر اس لئے غلبہ حاصل کریں گے کہ اس وقت ہم تعداد میں کم ہوں گے آپ نے فرمایا بلکہ تم ان دنوں میں زیادہ تعداد میں ہوں گے لیکن ایسے جیسے کہ دریا یا نالوں کے کنارے پر پانی کے جھاگ ہوتے ہیں (یعنی تم نہایت کمزور اور ضعیف ہوں گے) تمہارا رعب اور ہیبت دشمنوں کے دل سے نکل جائے گی اور تمہارے دلوں میں وہن کی بیماری پیدا ہو جائے گی کسی نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ وہن (ضعف و سستی) کیا چیز ہے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔ (رواہ ابوداؤد ...... ھو حدیث صحیح)

جبکہ مسعود احمد صاحب اور ان کی جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ پوری دنیا میں بس ان کی جماعت کے چند ہزار لوگ ہی مسلم ہیں۔"

ازالہ جناب خیراتی صاحب کا اصل زور اس جملہ پر ہے کہ "تم ان دنوں میں زیادہ تعداد میں ہوں گے۔" بات یہ ہے کہ جناب خیراتی صاحب کو حدیث کو سمجھنے

میں بڑی زبردست غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ حدیث اکثریت پر نہیں قلّت پر دلالت کرتی ہے۔ اس حدیث کو صحیح بخاری کی حدیث کی روشنی میں دیکھئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں :۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انما الناس کالابل المائۃ لاتکاد تجد فیھا راحلۃ (صحیح بخاری کتاب الرقاق)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں : بات یہ ہے کہ لوگ سو اونٹوں کی مانند ہوں گے۔ سو اونٹوں میں سے ایک بھی اونٹ تم سواری کے قابل نہیں پاؤ گے۔

حضرت ثوبانؓ والی حدیث میں بھی یہی مضمون ہے کہ لوگ ہوں گے تو بہت مگر سب بے کار کسی کام کے نہیں۔ یہی مضمون ابن عمرؓ والی حدیث میں ہے کہ سو اونٹوں میں سے ایک بھی سواری کے لائق نہیں ہوگا۔

غور کیجئے جو لوگ دنیا پرست ہوں، دنیا ان پر غالب ہو، دنیا کی محبت میں اتنے آگے نکل گئے ہوں کہ موت ان کو بری لگتی ہو، موت سے وہ بھاگ رہے ہوں۔ صحابہ کرامؓ تو کجا ایسی حالت تو عام مسلمین کی بھی نہیں ہو سکتی جن کی مثال نالوں کے جھاگ سے دی جا رہی ہو، جو لوگ ڈرپوک ہوں، سستی اور کاہلی جن کا شعار بن گیا ہو، ایسی کثرت تو درج ذیل حدیث ہی کے مصداق ہو سکتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

افترقت الیھود علی احدی وسبعین فرقۃ فواحدۃ فی الجنّۃ وسبعین فی النّار وافترقت النصاری علی اثنتین وسبعین فرقۃ فواحدۃ فی الجنّۃ واحدی وسبعین فی النّار والّذی نفسی بیدہ لتفترقنّ امّتی علی ثلاث وسبعین فرقۃ فواحدۃ فی الجنّۃ وثنتین وسبعین فی النّار قیل یارسول اللہ من ھو قال ھم

یہودیوں کے ۷۱ فرقے ہو گئے تھے ایک جنّت میں گیا اور ۷۰ دوزخ میں اور نصاریٰ کے بھی ۷۲ فرقے ہو گئے تھے ایک جنّت میں گیا اور ۷۱ دوزخ میں اس ہستی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری امّت ضرور ضرور ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ایک فرقہ جنّت میں جائے گا اور ۷۲ دوزخ میں جائیں گے۔ کہا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہوں گے؟ آپ نے فرمایا : وہ

الجماعة (رواه ابن ماجہ الاحادیث الصحیحہ للالبانی ۳/ ۴۸۰)	جماعت ہوگی۔ یعنی فرقہ نہیں ہوگا۔

مندرجہ بالا حدیث میں تین دور بیان ہوئے ہیں :

(۱) دورِ موسیٰ علیہ السلام
(۲) دورِ عیسیٰ علیہ السلام
(۳) دورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں ۷۰ فرقے لقمہ اجل بنے۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں ۷۱ فرقے لقمہ اجل بنے یعنی ایک زیادہ۔
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جو ابھی جاری ہے ۷۲ فرقے لقمہ اجل بنیں گے یعنی پہلے سے ایک زیادہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا "اُمَّتِیْ" میری امت یہ جملہ کلمہ گو فرقوں پر مہر ثبت ہے۔ مزید برآں جب ۷۰، ۷۱ اور ۷۲ فرقوں کی تعداد دوزخ میں گئی یعنی کثرتِ تعداد تو دوزخ میں گئی۔ اب اگر چند ہزار مسلمین ہیں اور دوسرے حضرات لاکھوں میں ہیں تو اس میں کیا اعتراض ہے؟

جناب خیراتی صاحب آپ کو معلوم ہے کہ یہود و نصاریٰ کیوں گمراہ ہوئے اس کی بھی صرف ایک جھلک ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم و فی عنقی صلیب من ذھب قال فسمعتہ یقول اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ	میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میری گردن میں سونے کی صلیب تھی۔ کہتے ہیں: میں نے سنا آپ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے" انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے علماء کو اور اپنے درویشوں کو رب بنا لیا ہے"۔

کہتے ہیں : میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

انھم لم یکونوا یعبدونھم	وہ تو ان کی عبادت نہیں کرتے تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اجل ولکن یحلون لھو ما حرم اللہ فیستحلونہ ویحرمون علیھم ما احل اللہ فیحرمونہ فتلك عبادتھم لھو (رواہ البیہقی ۱۰/۱۱۶ وسندہ حسن د غایۃ المرام تخریج احادیث الحلال والحرام ص۲)

ہاں (وہ عبادت کرتے ہیں) جو چیز اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہے علماء اور درویش ان کے لئے حلال کر دیتے ہیں تو وہ اس کو حلال تسلیم کر لیتے ہیں اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہے علماء اور درویش اس کو حرام کر دیتے ہیں تو وہ اس کو حرام تسلیم کر لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ گویا ان کی عبادت کرنا ہے۔

اہلِ کتاب کی گمراہی کا سبب یہ تھا تو کیا امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں یہی چیز نہیں ہے؟ ضرور ہے آپ کے سامنے ہے کہ آج کل کے علماء بھی حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا یہ امت بھی اہلِ کتاب کی طرح گمراہ ہو گئی ہے۔ افسوس ہے کہ آپ اس گمراہی میں واپس چلے گئے۔ کاش! آپ اپنے اس فعل پر غور کرتے۔

اکثریت مشرک ہوتی ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ۝ (یوسف - ۱۰۶)

اور ان کی اکثریت اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے باوجود مشرک ہی ہوتی ہے۔

قلت ہی حق پر ہوتی ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ۝ (ہود - ۴۰)

حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ بہت کم لوگ ایمان لائے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے نو سو پچاس سال تبلیغ کی اور چند لوگ مسلم ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا :-

فانی لا اعلم فی الارض مسلماً غیری

میں نہیں جانتا زمین میں میرے اور تمہارے

وغيرك (صحیح مسلم ۴/۱۸۴۰) سوا کوئی مسلم ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پوری زمین میں یا پوری دنیا میں صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا مسلم تھے۔ جناب خیراتی صاحب جماعت المسلمین تو آپ کے بقول چند ہزار رہے۔

مزید برآں قرآن مجید کی یہ آیت بھی قلت پر دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان کیا اور پھر فرمایا :۔

وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ○ اور ان کی اکثریت مؤمن نہ تھی۔

(الشعراء ۱۰۳)

اسی طرح اللہ تعالےٰ نے دورِ موسیٰ، دورِ ہود، دورِ صالح، دورِ لوط اور دورِ شعیب علیہم السلام کے قصے بیان کرکے آخر میں یہ جملہ نقل کرکے " وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ" یعنی اکثر لوگ ایمان نہیں لائے تھے قلت کو صحیح اور اکثریت کو ناحق بتایا۔ وقت نہیں ورنہ اس مضمون پر مزید دلائل دیئے جاسکتے ہیں۔

غلط فہمی

خیراتی صاحب فرماتے ہیں :۔
آپ کی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ امتِ مسلمہ کے تسلسل میں انقطاع واقع ہوگیا تھا (آپ لکھتے ہیں "امتِ مسلمہ اور جماعت المسلمین ایک ہی ہے۔ امتِ مسلمہ جماعت المسلمین ہے اور جماعت المسلمین امتِ مسلمہ ہے۔

ازالہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا، وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○

(آل عمران - ۶۷)

ابراہیم (علیہ السلام) نہ یہودی تھے، نہ عیسائی بلکہ وہ تو ایک اللہ کے ماننے والے مسلم تھے۔ وہ مشرکین میں سے بھی نہیں تھے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام مسلم تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ

اے ہمارے رب ہم کو اپنا مسلم بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو اپنا مسلم بنا۔

(بقرۃ - ۱۲۸)

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام یہ دعاء کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں مسلم رکھ اور ہماری اولاد میں سے بھی امتِ مسلمہ بنا یعنی جماعت المسلمین بنا۔ اگر انبیاء علیہم السلام کی جماعت جماعت المسلمین نہیں تھی کسی اور نام سے تھی تو جناب خیراتی صاحب بتائیں اور دلیل دیں۔

غلط فہمی "اور اب اللہ نے آپ کے ذریعہ امتِ مسلمہ کو دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔ امت مسلمہ کے تسلسل میں انقطاع کا عقیدہ بدعت ہے اور بہت بڑی گمراہی ہے۔ آپ ایسی کوئی حدیث یا قرآن کی آیت پیش فرمائیں جس میں یہ موجود ہو کہ امتِ مسلمہ کے تسلسل میں انقطاع واقع ہو جائے گا؟ آپ ایسا نہیں کر سکتے ہرگز نہیں کر سکتے فان لو تفعلوا ولن تفعلوا"

ازالہ مندرجہ بالا عبارت میں طنز و تشنیع، بدعت کا فتویٰ، گمراہ ہونے کا الزام تو موجود ہے لیکن جناب خیراتی صاحب نے جماعت المسلمین میں انقطاع نہ ہونے کی کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ اگر جماعت المسلمین ہر دور میں موجود رہے گی تو دلیل آپ کو دینی چاہیئے تھی نہ کہ ہمیں۔ ہم تو جماعت المسلمین کے انقطاع کی دلیل دے دیں گے مگر آپ تسلسل بلا انقطاع کی دلیل نہیں دے سکتے۔ ملاحظہ کیجئے:-

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا اِمَامٌ — اگر جماعت المسلمین نہ ہو اور نہ ان کا امام ہو۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

مندرجہ بالا حدیث جماعت المسلمین کے انقطاع کی واضح دلیل ہے۔ اگر جماعت المسلمین ہر دور میں موجود رہتی اور کبھی منقطع نہ ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور فرماتے اے حذیفہؓ ایسا کبھی نہیں ہوگا کہ جماعت المسلمین نہ ہو اور ان کا امام ہو، آپ کا درج بالا جواب ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ تسلسل میں انقطاع ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

فاعتزل تلك الفرق كلها (صحیحین)	تمام فرقوں کو چھوڑ کر الگ ہو جانا ۔

یہ حدیث جماعت المسلمین کے نہ ہونے کی ہے ۔ لہٰذا اعتراض لغو ہے ۔" فان لم تفعلوا ولن تفعلوا " قرآن مجید کا یہ جملہ خیراتی صاحب نے عوام الناس پر رعب ڈالنے کے لئے لکھ دیا ہے ورنہ حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ۔

غلط فہمی

خیراتی صاحب رقمطراز ہیں :۔

وکذالك جعلنكم امة وسطًا لتكونوا شهداء على الناس ویکون الرسول علیکم شهیدًا (بقرہ ۔ ۱۴۳)	اور اس طرح ہم نے تمہیں درمیانی امّت بنایا ہے تاکہ تم انسانیت پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تم پر گواہ ۔

غور فرمائیے رسولوں کے بھیجنے کا مقصد کیا تھا ۔

رسلا مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس على الله حجة بعد الرسل (نساء ۔ ۱۶۵)	رسول بھیجے خوشخبری سنانے اور ڈرانے والے تاکہ لوگوں کے پاس اللہ پر کوئی حجت باقی نہ رہ جائے ۔

یہی وجہ ہے کہ اس امّت کو امّتِ وسط بنایا گیا تاکہ یہ ہر دور کے انسانوں پر شہادت دے سکے اگر اس امّت کے تسلسل میں انقطاع واقع ہو جائے تو شہادت علی الناس کا فریضہ کیسے ادا ہوگا ، کیا اس دور کے انسانوں کے پاس حجت باقی نہ رہ جائے گی ؟ اور کیا پھر سے رسولوں کے سلسلے کو جاری کرنے کی ضرورت نہ پیدا ہوگی ، معلوم ہوا کہ اس امّت مسلمہ کے تسلسل میں انقطاع ممکن ہی نہیں ۔"

ازالہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

فترة بین عیسٰی ومحمد صلی الله علیه وسلم ستمائة سنة (صحیح بخاری باب اسلام سلمان الفارسی وفتح الباری ۲۷۷/۷)	حضرت عیسٰی علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو سال کا وقفہ رہا ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ..... ولیس بینی وبین عیسٰی نبیؑ (صحیح مسلم ۴/ ۱۸۳۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں : میرے اور عیسٰی (علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں گذرا۔

چھ سو سال تک کوئی نبی نہیں آیا۔ یہ دور فرقہ بندی کا دور تھا کیونکہ نصاریٰ نے ۷۲ فرقے کر لئے تھے۔ اس وقفہ کے درمیان جو لوگ فوت ہوئے ان کا کیا ہوگا۔ اس کا ایک ہی جواب ہے۔ جو شریعتِ اسلامی حضرت عیسٰی علیہ السلام چھوڑ گئے تھے، جس نے اس شریعت اور ہدایت پر عمل کیا وہ لوگ صحیح راستہ پر تسلیم کئے جائیں گے جیسا کہ حضرت زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کا قصہ صحیح بخاری میں موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ان زید بن عمرو بن نفیل خرج الی الشام یسأل عن الدین ویتبعه فلقی عالمًا من الیهود فسأله عن دینهم فقال انی لعلی ان ادین دینکم فاخبرنی فقال لا تکون علی دیننا حتی تاخذ بنصیبك من غضب الله ۔ قال زید ما افرّ الا من غضب الله ولا احمل من غضب الله شیئًا ابدًا و انّی استطیعه فهل تدلّنی علی غیره قال ما اعلمه الا ان یکون حنیفًا قال زید وما الحنیف قال دین ابراهیم لو یکن یهودیًا ولا نصرانیًا ولا یعبد الا الله فخرج زید فلقی عالمًا من النصاریٰ فذکر مثله

حضرت زید بن عمرو بن نفیل دین کی معلومات کرنے کے لئے شام کی طرف نکلے اور (دین کو) تلاش کرتے رہے۔ پھر انہوں نے ایک یہودی عالم سے ملاقات کی۔ اس سے اُن کے دین کے بارے میں معلوم کیا۔ ہو سکتا ہے کہ میں تمہارا دین اختیار کر لوں لہٰذا مجھے خبر دو۔ عالم نے کہا تم ہمارا دین اختیار نہ کرو ورنہ اللہ کے غضب میں سے اپنا حصہ پاؤ گے۔ حضرت زیدؓ نے کہا میں تو اللہ کے غضب سے ہی بھاگ رہا ہوں اور میں اللہ کے غضب میں سے کچھ بھی اٹھانے کی قدرت نہیں رکھتا اور نہ میں طاقت پاتا ہوں۔ کیا تم کسی اور دین کی اطلاع دے سکتے ہو؟ عالم نے کہا: تم میرے علم کے مطابق حنیف ہو جاؤ۔ حضرت زیدؓ نے کہا حنیف کیا ہوتا ہے؟ عالم نے کہا: دین ابراہیمؑ

فقال لن تکون علی دیننا حتّٰی تاخذ بنصیبك من لعنۃ الله قال ما افرّ الا من لعنۃ الله ولا احمل من لعنۃ الله ولا من غضبه شیئًا ابدًا وانّی استطیع فهل تدلّنی علی غیرہ قال ما اعلمه الا ان یکون حنیفًا قال وما الحنیف قال دین ابراهیم لم یکن یهودیًا ولا نصرانیًا ولا یعبد الا الله فلما رای زید قولهم فی ابراهیم علیه السلام خرج فلما برز رفع یدیه فقال اللّٰهم انی اشهد انی علی دین ابراهیم

(فتح الباری شرح صحیح بخاری ۷/۱۴۲)

(اختیار کرو) کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی اور نہ وہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرتے تھے۔ پھر حضرت زیدؓ (وہاں سے) نکلے اور ایک عیسائی عالم کے پاس آئے اور اس سے اسی کے مثل گفتگو ہوئی۔ اس نے کہا تم ہمارا دین اختیار نہ کرو ورنہ اللہ کی لعنت میں سے اپنا حصہ پاؤ گے۔ حضرت زیدؓ نے کہا میں تو اللہ کی لعنت سے ہی بھاگ رہا ہوں اور میں اللہ کی لعنت کو ہرگز اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا اور میں طاقت کیسے رکھ سکتا ہوں؟ کیا تم مجھے کسی اور دین کی خبر دو گے؟ عالم نے کہا میں اپنے علم کے مطابق سمجھتا ہوں کہ آپ حنیف ہو جائیں۔ حضرت زیدؓ نے کہا حنیف کیا ہوتا ہے؟ کہا دینِ ابراہیمؑ کو اپنا لو کیونکہ وہ نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی اور نہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کرتے تھے۔ جب حضرت زیدؓ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں انکی بات سنی تو وہ (وہاں) سے باہر نکلے اور دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا اے اللہ میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں دینِ ابراہیمؑ پر ہوں۔

اس حدیث سے کئی باتیں ثابت ہوئیں:

(۱) یہودیوں کو معلوم تھا کہ وہ مغضوب ہیں۔ (۲) عیسائیوں کو بھی معلوم تھا کہ وہ گمراہ ہو گئے ہیں۔
(۳) نبی علیہ السلام کا نہ ہونا۔ (۴) جماعت المسلمین کا منقطع ہونا۔
(۵) جب نبی اور جماعت المسلمین نہ ہو تو حق تلاش کرنا۔
(۶) اگر نبی اور جماعت المسلمین نہ ہو تو دینِ ابراہیم اختیار کرنا۔

(۷) نبی علیہ السلام کے فوت ہو جانے کے بعد اس کی دی ہوئی تعلیم موجود رہتی ہے۔
(۸) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فرقہ پرست جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کے عذاب میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ گمراہ رہنا پسند کرتے ہیں اُسی مذہب پر مر جانا پسند کرتے ہیں۔

لہٰذا آج کل کے فرقہ پرست کچھ تو ایسے ہیں جو جانتے ہیں کہ جماعت المسلمین حق ہے لیکن اپنے فرقہ سے بہت محبت ہے لہٰذا اسے چھوڑنے کو تیار نہیں حالانکہ واضح طور پر حکمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے۔ کچھ ایسے ہیں جو جماعت المسلمین کی کھل کر مخالفت کرتے ہیں کیونکہ ان کو اپنی اکثریت پر بڑا ناز ہے۔ کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں ہمارا فرقہ بھی صحیح ہے اور جماعت المسلمین بھی صحیح ہے بلکہ سپر یاد رہے۔ بہر حال آج کل کے فرقوں کی حالت اہلِ کتاب کے فرقوں سے کچھ کم نہیں بلکہ یہ ان سے بھی آگے دکھائی دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

یٰاَھل الکتب قد جآءکم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل	اے اہلِ کتاب کافی عرصہ تک رسولوں کا سلسلہ منقطع رہنے کے بعد (اب) تمہارے پاس ہمارا رسول آگیا ہے۔

ایک اور طریق سے بحث

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، ان پر قرآنِ مجید نازل کیا، وحی بھیج کر سلسلہ احادیث شروع کیا۔ یہ تمام چیزیں نازل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی حجّت انسانوں پر پوری کر دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کو اسلام کی تعلیم دی اور جماعت المسلمین کا احیاء کر کے وفات پا گئے۔ پھر آپ اپنی زندگی میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے معلوم کرنے پر بتا گئے کہ جماعت المسلمین اور ان کا امام معدوم ہو سکتے ہیں دیکھئے صہ۲۲۔ جناب خیراتی صاحب نے سورۂ بقرہ کی ۱۴۳ آیت نقل کی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی تو نازل ہوئی تھی اور آپ نے اس کی روشنی ہی میں جماعت المسلمین کے انقطاع کی پیشن گوئی کی تھی۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ خیراتی صاحب کا جماعت بلا انقطاع کا استدلال غلط اور بہت بڑی غلط فہمی کا موجب ہے۔

ایک اور طریق سے بحث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اس آیت کا مطلب بتلاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

یدعیٰ نوح یوم القیامۃ فیقول لبیك وسعدیك یارب فیقول ھل بلّغت؟ فیقول نعم. فیقال لامّتہ ھل بلّغکم فیقولون ما اتانا من نذیر فیقول من یشھد لك فیقول محمّد و امّتہ فیشھدون انّہ قد بلغ ویکون الرسول علیکم شھیدًا فذٰلك قولہ جلّ ذکرہ وکذٰلك جعلنٰکم امّۃ وسطًا لتکونوا شھدآء علی النّاس ویکون الرّسول علیکم شھیدًا (صحیح بخاری کتاب التفسیر جزء ۶ ص۲۶)

قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام کو بلایا جائیگا۔ وہ کہیں گے اے میرے رب میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کرتا ہوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم نے پہنچا دیا؟ وہ کہیں گے ہاں۔ پھر ان کی امّت سے کہا جائے گا کیا انہوں نے تمہیں پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہیں. اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے فرمائے گا، تمہارا کون گواہ ہے؟ نوح علیہ السّلام کہیں گے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امّت، پھر اس (امّت کے لوگ) گواہی دیں گے کہ بے شک حضرت نوح علیہ السلام نے تبلیغ کی تھی. پھر رسول تم پر گواہ ہوگا یہی مراد ہے اللہ جل ذکرہ کے اس فرمان کی "تم کو درمیانی امّت بنایا گیا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہے"

ایک اور روایت ملاحظہ فرمایئے :۔

یجیئ النبی یوم القیامۃ ومعہ الرجل ویجیئ النبی ومعہ الرجلان ویجیئ النبی ومعہ اکثر من ذٰلك قال فیقال لھم ابلّغکم ھذا؟ فیقولون

قیامت کے دن کسی نبی علیہ السلام کو لایا جائے گا اور ان کے ساتھ ایک آدمی ہوگا، کسی نبی علیہ السلام کو لایا جائے گا ان کے ساتھ دو آدمی ہوں گے اور کسی نبی علیہ السلام کو لایا

لا فیقال للنبی أبلغکم فیقول نعم فیقال لہ من یشہد لک فیقول محمّد وامّتہ فتدعی أمّۃ محمّد فیقال ھل بلّغ ھذا فیقولون نعم فیقول وما علمکم بذلک؟ فیقولون اخبرنا نبینا بذلک ان الرسل قد بلغوا فصدقناہ قال فذلکم قولہ تعالیٰ وکذلک جعلناکم امّۃً وسطاً لتکونوا شہدآء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیداً (رواہ ابن ماجہ ۲/ ۱۴۳۲ ورواہ احمد وفتح الباری وسندہ جید ۸/ ۱۷۲)

جائے گا اور ان کے ساتھ اس سے زیادہ آدمی ہوں گے۔ کہتے ہیں: ان سے کہا جائے گا کیا اس نبیؑ نے تم کو پہنچایا؟ وہ کہیں گے نہیں۔ نبی علیہ السلام سے کہا جائے گا آپ نے ان کو پہنچایا؟ وہ کہیں گے، ہاں۔ پھر اس نبیؑ سے کہا جائے گا آپ کی کون گواہی دے گا؟ وہ کہیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بلایا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا کیا اس نبیؑ نے پہنچا دیا؟ وہ کہیں گے ہاں۔ پھر وہ کہے گا تمہیں اس کا کیسے علم ہوا؟ وہ کہیں گے ہمیں ہمارے نبی علیہ السلام نے خبر دی کہ تمام رسولوں نے پہنچا دیا۔ پھر ہم نے ان کی تصدیق کی۔ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا قول اسی واقعہ کے سلسلہ میں ہے۔ "وکذلک جعلنکم امّۃً وسطاً لتکونوا شہدآء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیداً۔"

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ ایک نبی علیہ السلام دوسرے نبی علیہ السلام کی شہادت دے گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت شہادت دے گی کہ ہر نبی علیہ السلام نے اپنے رب کی ہدایت کما حقہ پہنچا دی اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر نبی علیہ السلام اپنی امّت کو بتاتا رہا اور امّت اسی بنیاد پر بروز قیامت اس بات کی گواہی دے گی۔

معلوم ہوا کہ جناب خیراتی صاحب کو کتنی بڑی غلط فہمی ہوئی کہ ایک نبی کی تصدیق دوسرے نبی کے کرنے کو وہ امّت کی تصدیق اسی امّت سے کرنے پر استدلال کر گئے۔ بہرحال غلطی انسان سے ہوتی ہے انسان غلطی کا پتلا ہے۔

خیراتی صاحب کے وہ تمام استدلال بے کار اور بے معنی ہو کر رہ گئے کہ

(۱) ہر دور کے انسانوں پر شہادت دے سکے۔
(۲) اگر اس امت کے تسلسل میں انقطاع واقع ہو جائے تو شہادت علی الناس کا فریضہ کیسے ادا ہو گا؟
(۳) کیا اس دور کے انسانوں کے پاس حجت باقی نہ رہ جائے گی ؟
(۴) اور کیا پھر سے رسولوں کے سلسلے کو جاری کرنے کی ضرورت نہ پیدا ہو گی۔
(۵) معلوم ہوا کہ اس امت کے تسلسل میں انقطاع ممکن ہی نہیں۔

غلط فہمی خیراتی صاحب رقمطراز ہیں :۔
الجماعۃ یعنی جماعت المسلمین سے مراد اقتدار و حکومت ہے اور امیر اور امام کے معنی حکمران یا خلیفہ کے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

من رأی من امیرہ شیئًا فلیصبر علیہ فانہ من فارق الجماعۃ شبرًا فمات الا مات میتۃ جاھلیۃ (صحیح بخاری کتاب الفتن)

جو شخص اپنے امیر میں کوئی ایسی چیز دیکھے (جو اُسے بری معلوم دے) تو اُسے چاہیئے کہ اس پر صبر کرے اس لئے کہ جو شخص الجماعۃ سے علیحدہ ہوا اور مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کرہ من امیرہ شیئًا فلیصبر فانہ من خرج من السلطان شبرًا مات میتۃ جاھلیۃ (صحیح بخاری کتاب الفتن)

جس نے اپنے امیر میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھی اسے چاہیئے کہ وہ صبر کرے اس لئے کہ جو شخص سلطان سے ایک بالشت بھر بھی جدا ہوا اور مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

..یہاں پہلی حدیث میں جو لفظ الجماعۃ استعمال ہوا ہے اس کی وضاحت دوسری حدیث میں سلطان سے کی گئی۔

ازالہ جناب خیراتی صاحب کا استدلال صحیح نہیں۔ جو حدیث انہوں نے پیش کی ہے ایک میں لفظ جماعت ہے اور دوسری حدیث میں لفظ سلطان ہے۔ سلطان کے

معنیٰ حاکم یا خلیفہ کے کرنا غلط ہے۔ کیونکہ کسی حدیث میں لفظ خلیفہ یا حاکم نہیں روایت کیا گیا اور جب روایت نہیں کیا گیا تو سلطان کے معنیٰ خلیفہ یا حاکم کے کیسے ہو گئے۔

اگر جناب مسعودؒ احمد صاحب نے سلطان کے معنیٰ امیر کے لئے ہیں تو ان کا استدلال از روئے حدیث اس لئے درست ہے کہ امیر اور امام دونوں الفاظ حدیث میں روایت کئے گئے ہیں اُن احادیث میں جو فتنوں کے سلسلہ میں ہیں لیکن کسی ایک بھی صحیح حدیث میں خیراتی صاحب خلیفہ یا حاکم کا لفظ نہیں دکھا سکتے۔ احادیث میں جو الفاظ روایت کئے گئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:۔

مَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ یَّعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ۔ (صحیح مسلم)

جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری ہی اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

مَنْ کَرِهَ مِنْ اَمِیْرِہٖ ، مَنْ رَاٰی مِنْ اَمِیْرِہٖ ، فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ ، عَصٰی اِمَامَهٗ ، تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِمَامَهُمْ ، لَیْسَ عَلَیْهِ اِمَامُ جَمَاعَةٍ

بعض احادیث میں بڑی مجبوری کی حالت بتائی گئی ہے۔

اِنْ اُمِّرَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ (صحیح مسلم) یعنی "تم پر نکٹا غلام امیر بنا دیا جائے"۔ اِنْ کَانَ عَبْدًا مُجَدَّعَ الْاَطْرَافِ (صحیح مسلم) یعنی "وہ ہاتھ پیر کٹا ہوا غلام ہی کیوں نہ ہو"۔ وَاِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ حَبْشِیٌّ کَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِیْبَةٌ (صحیح بخاری) "اگرچہ تم پر کسی ایسے حبشی غلام ہی کو کیوں نہ (امیر) مقرر کر دیا جائے جس کا سر کشمش (کے برابر) ہو۔

مزید برآں احادیث میں لفظ جماعت بھی استعمال ہوا ہے۔

جو کیفیت اوپر بیان کی گئی ہے وہ امام، امیر یا کم عقل غلام کی ہی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہ کیفیت فتنوں کے دور کی بتائی جا رہی ہے۔ ورنہ حاکم ہو یا خلیفہ ہو اور فتنے بھی دندنا رہے ہوں یہ کیسے ممکن ہے؟

الجماعت سے مراد جماعت المسلمین ہے یہ صحیح ہے لیکن جماعت المسلمین سے مراد اقتدار اور حکومت ہے یہ بات صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ خیراتی صاحب نے حکومت اور اقتدار کو ثابت کرنے کے لئے جس لفظ سلطان سے استدلال کیا ہے وہ بے ثبوت اور محض کھینچا تانی ہے۔

ایک اور زاویہ سے بحث

اگر جناب یہ کہیں کہ جماعت کی وضاحت سلطان سے کی گئی ہے تو عرض ہے کہ "جماعت" کا لفظ متعدد احادیث میں روایت کیا گیا ہے اور سلطان کا نہیں مثلاً

(۱) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

تلزم جماعة المسلمین (صحیحین) "جماعت المسلمین" سے چمٹے رہو۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ..... وفارق الجماعة (صحیح مسلم ۳/۱۴۷۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور جس نے "جماعت" چھوڑ دی۔

(۳) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں :۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانہ من فارق الجماعة شبرًا (صحیح مسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اور جس نے "جماعت" کو بالشت برابر چھوڑ دیا۔

(۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيْدَ شِبْرٍ (رواہ الحاکم فی مستدرکہ ۱/۷۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص "جماعت" سے بالشت برابر نکل گیا۔

(۵) حضرت حارث الاشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ (رواہ الترمذی وصحہ) جس نے "جماعت" چھوڑ دی۔

(۶) جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

وَلْتَلْزَمُوْا جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ (رواہ الحاکم فی مستدرکہ) "جماعت المسلمین" سے چمٹے رہو۔

(۷) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ (رواہ الحاکم فی مستدرکہ ۱/۱۱۹ وسندہ صحیح) جس نے "جماعت" چھوڑ دی۔

(۸) حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

رجل فارق الجماعة (رواہ الحاکم فی مستدرکہ وہ آدمی جس نے "جماعت" چھوڑ دی۔

۱/۱۱۹ وسندہ صحیح)

⑨ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

من فارق الجماعة شبرًا دخل النار (رواہ الحاکم فی مستدرکہ وسندہ صحیح ماقبلہ ۱/۱۱۸) جس نے بالشت بھر "جماعت" کو چھوڑ دیا وہ آگ میں گیا۔

⑩ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

علیکو بالجماعة (رواہ الترمذی وصححہ ۴/۴۰۴) تم پر "جماعت" کو پکڑنا لازم ہے۔

⑪ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : يَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ (رواہ الترمذی وحسنہ ۴/۴۰۵) یعنی اللہ تعالیٰ کا ہاتھ "جماعت" پر ہوتا ہے۔

⑫ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کا ہاتھ "جماعت" پر ہوتا ہے (حوالہ مذکورہ)

⑬ ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

من فارق الجماعة قید قوسٍ (رواہ الطبرانی فی الکبیر ۳/۳۰۲ وسندہ صحیح) جس نے کمان برابر بھی جماعت چھوڑ دی۔

یہ الفاظ بھی اسی حدیث میں ہیں اس کا روزہ ہوتا ہے اور نہ نماز۔

⑭ حضرت عرفجہ بن اسعد بن کرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ید الله على الجماعة والشیطان مع من خالف الجماعة یرکض (رواہ الطبرانی فی الکبیر ۱۳/۱۴۵ وسندہ صحیح) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں : اللہ کا ہاتھ "جماعت" پر ہوتا ہے اور شیطان اس کے ساتھ ہوتا ہے جو "جماعت" کی مخالفت کرتا پھرتا ہے۔

⑮ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

والجماعة رحمة والفرقة عذاب (رواہ البیہقی فی شعب الایمان وسندہ صحیح ولہ شواھد، کنز العمال ۳/۲۶۶) "جماعت" رحمت ہے اور فرقہ (بندی) عذاب ہے۔

⑯ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

ولا تفارق الجماعة (رواہ ابن ابی جریر ونعیم بن حماد کنز العمال ۵/۷۷۸ وسندہ صحیح ولہ شواھد) — تم "جماعت" نہ چھوڑنا۔

⑰ حضرت عرفجہ بن شریح الاشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فان ید اللہ علی الجماعۃ و ان الشیطان مع من فارق الجماعۃ یرکض (رواہ النسائیؒ وابن وھب وسندہ صحیح ولہ شواھد، کنز العمال ۶/۵۸) — بے شک اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اور شیطان اس کے ساتھ ہوتا ہے جو جماعت کو چھوڑ کر پھرتا رہتا ہے۔

حضرت حذیفہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت حارث الاشعری، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت فضالۃ بن عبید، حضرت معاویہ، حضرت عمر، حضرت ابو مالک الاشعری، حضرت عرفجۃ بن اسعد بن کرب، حضرت عرفجۃ بن شریح اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ کرامؓ " جماعۃ " کا لفظ استعمال کر رہے ہیں۔ اگر کسی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے "سلطان" کا لفظ استعمال کیا ہے تو ان تمام احادیث کی روشنی میں لفظ "سلطان" کو جماعت کے معنی پر منطبق کیا جائے گا۔

لہٰذا سلطان اور جماعت ایک ہی چیز ہے۔

غلط فہمی | خیراتی صاحب لکھتے ہیں :۔

"یہاں جس اسلوب میں لفظ "سلطان" استعمال ہوا ہے عربیت سے واقف لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ اس سے مراد صاحب اقتدار کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔"

ازالہ | " سُلطَانُ " کے معنی ہیں، حجّت، غلبہ، دلیل۔ (المنجد) اور ان شاء اللہ یہی معنی آیت میں بھی استعمال ہوئے ہیں جو دلائل امیر (مسعودؒ احمد صاحب) نے دیئے ہیں وہ " امیر کی اطاعت " نامی پمفلٹ میں دیکھیے۔

غلط فہمی | خیراتی صاحب فرماتے ہیں :۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مکّہ سے ہجرت کا حکم دیا گیا تب سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۸۰ نازل ہوئی (ترمذی ابواب التفسیر ج ۲ صفحہ ۳۸۸ عن ابن عباس وسندہ صحیح) وہ آیت اور مسعود صاحب کا ترجمہ پیش خدمت ہے اور یہ بات پیش نظر رہے کہ مدینہ میں اسلامی حکومت قائم ہوئی تھی۔

قل رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدقٍ واجعل لی من لدنك سلطاناً نصیرًا (بنی اسرائیل ۸۰)

(اور اے رسول آپ اس طرح) دعا کیجئے اے میرے رب مجھے اچھی ہجرت گاہ میں داخل کرنا اور اچھی طرح (اس) بستی سے نکالنا اور اپنے پاس سے قوّت و غلبہ کو میرا مددگار بنانا۔

..یہاں مسعود صاحب نے سلطان کا ترجمہ قوّت و غلبہ کیا ہے مدینہ میں آپ کو اللہ تعالےٰ نے حکومت اور اقتدار عطا کیا معلوم ہوا ا،ں سلطان کے معنٰی حکومت و اقتدار کے ہیں۔

ازالہ جناب خیراتی صاحب نے پھر استدلال کرنے میں غلطی کی۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کے موقع پر ایک دعاء بتا رہا ہے کہ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ مدینہ منورہ میں داخل ہوں تو اس طرح دعاء کرتے رہیئے اور آپ دعاء کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ میں آپ کی دعاء کی برکت سے حکومت قائم کر دی۔ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر صاحبِ اقتدار و حکومت ہو گئے۔ اس سے ہمیں کب اختلاف ہے۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی حکومت رفتہ رفتہ قائم کر دی ہمیں بھی رفتہ رفتہ حکومت دے دے گا۔ حکومت قائم کرنے کے لئے وقت لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ کتنے عرصہ میں اسلامی حکومت قائم کرائی جبکہ وہ خیر کا زمانہ تھا۔

آپ ہم سے فوراً حکومت قائم کروانا چاہتے ہیں جبکہ یہ فتنوں کا دور ہے اور آپ جیسے حضرات جماعت المسلمین کی مخالفت پر اتر آئے ہیں۔ آپ کے اعتراضات کس قدر اخلاص پر مبنی ہیں وہ قارئین کرام کے سامنے ہیں۔ ابھی تک کوئی اعتراض بھی جماعت المسلمین کی خیر خواہی میں نہیں کیا گیا بس مخالفت برائے مخالفت ہو رہی ہے۔

غلط فہمی امیر کے بارے میں مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں :۔

① امیر صفت مشبہ ہے اس کا مصدر امارت ہے جسکے معنی ہیں "امر والا" ہونا ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی شخص کو امیر کہا جائے اور وہ حکم والا نہ ہو امیر ہر حال میں حکم والا ہوگا۔" (امیر کی اطاعت ص ۱۸)

② "یعنی امیر کے معنی حکم والا یا حکمران کے ہیں اور اسی سے لفظ امارۃ یعنی حکومت نکلا ہے۔"

ازالہ ① کی عبارت "امیر کی اطاعت" پمفلٹ سے ہی ہے مگر قارئین سے گذارش ہے کہ وضاحت کے لئے یہ پمفلٹ ضرور پڑھیں بات کھل کر سامنے آجائے گی۔

② یہ صحیح ہے کہ امیر حکم دینے والے کو کہتے ہیں مگر لفظ "امارۃ یعنی حکومت سے نکلا ہے" یہ بات صحیح نہیں ہے۔ جناب خیرانی صاحب لفظ امارت اور حکومت کو خلط ملط کر کے لوگوں کو الجھانا چاہتے ہیں۔

جب آپ لفظ حکومت استعمال کریں گے تو لوگ سمجھیں گے کہ کسی حکومت یا اقتدار کی بات ہو رہی ہے اور جب لفظ امارت کی بات کریں گے تو معلوم ہوگا بغیر حکومت امیر کی بات ہو رہی ہے۔ اصطلاح میں حکومت اور امارت دونوں الگ الگ استعمال ہوتے ہیں۔

درج ذیل حدیث سے اس کو سمجھئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اول ھذا الامر نبوۃٌ ورحمۃ ثم یکون خلافۃٌ ثم یکون ملکًا ورحمۃ ثم یکون امارۃً ورحمۃ ...... (کنز العمال ۴/۳۲۳ ، ورواہ الطبرانی فی الکبیر ۱۱/۸۸، و مجمع الزوائد ۵/۱۹۰ ورجالہ رجال ثقات وسندہ جید)

ابتداء میں یہ امر نبوّت اور رحمت بنا۔ پھر خلافت ہوگی پھر بادشاہت اور رحمت ہوگی۔ پھر امارت ہوگی اور وہ بھی رحمت ہوگی۔

① نبوت ہوگی ② خلافت ہوگی ③ ملوکیت ہوگی ④ امارت ہوگی۔

یہ ترکیب حدیث میں آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان کی ہے۔ لہٰذا

قارئین کرام الجھنے کی ضرورت نہیں۔

غلط فہمی "مکی زندگی میں تو آپ کبھی جماعت المسلمین کی اصطلاح کا ثبوت بھی نہیں دے سکتے۔"

ازالہ جماعت المسلمین اصطلاحی معنیٰ میں جماعت المسلمین نہیں ہے کہ لوگوں نے خود جماعت المسلمین رکھ لیا ہو۔ کیونکہ جو لفظ خیراتی صاحب نے نقل کیا ہے یعنی اصطلاح اس کے یہی معنیٰ ہیں۔ جماعت المسلمین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے بذریعہ وحی ادا کئے ہوئے الفاظ ہیں۔

مکی اور مدنی زندگی کی بحث فضول ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب۔ ۲۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

اس آیت میں مکی اور مدنی زندگی کی کوئی قید نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں پوری شریعت نافذ کر گئے ہیں اب ہمیں پوری شریعت پر ہی عمل کرنا ہوگا جہاں تک ہم میں استطاعت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم سزائیں بھی دیتے ہیں اور دوسرے وہ احکام جس پر ہم عمل کر سکتے ہیں نافذ کر رہے ہیں۔

غلط فہمی "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں رہنے والوں سے سمع و طاعت کی بیعت نہیں لی ہاں جب مدینے میں مسلمین کی اتنی تعداد ہوگئی کہ وہاں قوت وغلبہ کے حالات پیدا ہوئے تو آپ نے ان میں نقیب مقرر کئے اور سمع وطاعت کی بیعت لی اگر سمع وطاعت کی بیعت بغیر حکومت کے لی جا سکتی ہے تو مکہ میں رہنے والے کسی ایک شخص کے بارے میں بھی یہ ثابت کر دیجئے کہ اس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سمع وطاعت کی بیعت لی وہاں تو جو بیعت لی گئی اس کا ذکر مسعود احمد صاحب اپنے مقلدین سے کبھی نہیں کرتے۔"

ازالہ جناب خیراتی صاحب مسلسل استدلال کرتے چلے جا رہے ہیں، برابر فتوے دے رہے ہیں۔ ہمیں مقلد جیسے لفظ سے مخاطب کر رہے ہیں یعنی جماعت المسلمین کو مقلدین کہکر مشرک ہونے کا فتویٰ دے رہے ہیں اور الزام ہمیں دیتے ہیں کہ ہم کفر وشرک کے فتوے دیتے ہیں۔ قارئین سمع وطاعت کی بیعت کے بارے میں ان کا کتنا بڑا دعویٰ ہے کہ مکہ میں کسی ایک آدمی سے سمع وطاعت کی بیعت

ثابت کر دیں کہ بغیر حکومت بیعت لی ہو۔

ہم بتاتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں کتنے صحابہ کرامؓ نے سمع وطاعت کی بیعت کی تھی جبکہ نہ غلبہ تھا نہ قوت تھی اور نہ حکومت۔

(۱) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں :۔

مکث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم عشر سنین ...... فرحل الیہ منا سبعون رجلاً فوعدناہ ببیعۃ العقبۃ فقلنا علام نبایعك فقال علی السمع والطاعۃ فی النشط والکسل وعلی النفقۃ فی العسر والیسر وعلی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر وعلی ان تنصرونی اذا قدمت علیکم یثرب (اخبار مکہ جزء ۲ ص۲۰۶ فتح الباری ۷/۲۲۲ وسندہ صحیح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں دس سال رہے .... پھر ہم میں سے ستر آدمیوں نے آپ کی طرف سفر کیا پھر ہم نے آپ سے بیعت العقبہ کا وعدہ کیا۔ ہم نے کہا: آپ ہم سے کس بات پر بیعت لیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوشی اور ناخوشی میں سننے اور اطاعت کرنے پر، تنگی اور آسانی میں خرچ کرنے پر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر اور اس چیز پر کہ جب میں تمہارے پاس یثرب (یعنی مدینہ طیبہ) آؤں گا تو تم میری مدد کروگے۔

(۲) حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی النشط والکسل ...... وعلی ان ننصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قدم علینا یثرب (رواہ الحاکم وصححہ ورواہ احمد واسنادہ حسن فتح الباری ۷/۲۲۳)

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے اور اطاعت کرنے پر بیعت کی۔ خوشی میں اور ناخوشی میں اور یہ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس یثرب یعنی مدینہ منورہ آئیں گے تو ہم آپ کی مدد کریں گے۔

(۳) تیسری روایت حضرت ابوموسیٰ الاشعری سے مروی ہے جس کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔ (فتح الباری ۷/۲۲۳)

خیراتی صاحب آپ ایک آدمی کا دعویٰ کر رہے تھے کہ مکی زندگی میں بیعت دکھا دیجئے

ہم نے کتنے ثبوت دے دئے ہیں۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ مقلّد کون ہے؟ آپ کے تمام اعتراضات غلط فہمی کے سوا کچھ نہیں۔

غلط فہمی آپ کی جماعت کا دعویٰ ہے ہمارا امام صرف ایک یعنی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرقہ وارانہ امام نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہمارا امام بنایا ہے۔

ازالہ خیراتی صاحب نے جماعت المسلمین میں رہ کر ہمارا پمفلٹ "ہمارا امام صرف ایک یعنی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" نہیں پڑھا اگر پڑھا ہوتا تو جوان کے ذہن میں طفلانہ اعتراض اٹھلے نہ اٹھتا۔

ہمارا امام صرف ایک سے ان اماموں کی نفی کی گئی ہے جو امام نبی نہیں ہیں مگر ان کو نبی کا درجہ دے دیا گیا یعنی مالکی، شافعی، حنبلی اور حنفی۔ مزید برآں خیراتی صاحب اس پمفلٹ کو دوبارہ غور سے پڑھیئے۔

غلط فہمی مگر آپ کی جماعت انہیں اپنا امام ماننے کو تیار نہیں۔

ازالہ یہ خیراتی صاحب کا کتنا بڑا دھوکا اور فریب ہے۔

غلط فہمی آپ کی جماعت کا دعویٰ ہے کہ ہمارا نام صرف ایک یعنی مسلم فرقہ وارانہ نام نہیں۔

جس طرح آپ نے اپنے امامت سے متعلق دعوے کے ذریعہ قرآن مجید کا انکار کیا اسی طرح اپنے اس دعوے کے ذریعہ آپ نے درج ذیل حدیث کا انکار کیا۔

فادعوا لمسلمین باسمائھو بما سماھم اللہ عزوجل المسلمین المؤمنین عباد اللہ عزوجل (مسند امام احمد ج۴ ص ۲۰۲ - ۱۳۰ - سندہ صحیح)	پس تم مسلمین کو ان کے ان ناموں کے ساتھ پکارو جو نام اللہ عزوجل نے ان کے رکھے ہیں یعنی مسلمین مؤمنین اور عباد اللہ۔

ازالہ ہمارا نام صرف ایک یعنی "مسلم"۔ صرف ایک کہنے سے ان ناموں کی نفی کی گئی ہے جو نام لوگوں نے خود رکھ لیئے ہیں یعنی اہل حدیث، اہلِ سنّت، حنفی، شافعی، مالکی،

دیوبندی، بریلوی، سہروردی، چشتیہ، قادریہ، اثناءعشری (شیعہ) اہلِ قرآن وغیرہ وغیرہ.
لہٰذا ہمارا دعویٰ اس لحاظ سے کہاں غلط ہوا؟

ہم نے "مسلم" نام اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق رکھا ہے اور ہم اسی نام کی دعوت دیتے ہیں ہم تو مسلم نام رکھ کر منکرِ قرآن ٹھہرے اور جو لوگ مسلم نام نہ رکھتے ہیں اور نہ ان کو گوارہ کرتے ہیں جو مسلم کہلاتے ہیں وہ عاملِ قرآن ٹھہرے۔ خیراتی صاحب انصاف کیجئے۔ آپ کس قدر غلط تاویلیں کر رہے ہیں۔

"مسلم" کہنے میں ہمیں کوئی رکاوٹ نظر نہیں آتی لیکن مؤمن کہنے میں خدشات ہیں ملاحظہ فرمایئے.

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْــًٔا (سورہ حجرات - ۱۴)

دیہاتیوں نے کہا ہم مؤمن ہو گئے (اے رسول) آپ کہہ دیجئے تم مؤمن نہیں ہوئے لیکن تم کہو کہ ہم مسلم ہو گئے ہیں کیونکہ ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کریگا.

مؤمن کہنا گویا اپنے آپ کو جنتی کہنا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ○ (نجم - ۳۲)

اپنے نفسوں کو پاک صاف نہ سمجھا کرو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون متقی ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطی رھطًا وسعد جالس فیھم قال سعد فترك رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منھم من لم یعطہ وھو اعجبھم الیّ فقلت یا رسول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو کچھ دیا اور حضرت سعدؓ بھی ان لوگوں میں موجود تھے۔ حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک آدمی کو چھوڑ دیا اس کو کچھ نہیں دیا وہ میرے نزدیک بہت

اللہ مالك عن فلانٍ فو اللہ انی لاراہ مؤمنًا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اؤ مسلمًا قال فسکت قلیلاً ثم غلبنی ما اعلم منہ فقلت یارسول اللہ مالك عن فلانٍ فواللہ انی لاراہ مومنًا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اؤ مسلمًا قال فسکت قلیلاً ثم غلبنی ما علمت منہ فقلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالك عن فلانٍ فواللہ انی لاراہ مؤمنًا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او مسلمًا انی لاعطی الرجل وغیرہ احب الیّ منہ خشیۃ ان یکبّ فی النار علی وجھہ
(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

اچھا تھا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ نے فلاں کو (نہیں دیا) میں اُسے مؤمن سمجھتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا مسلم سمجھتے ہو۔ پھر میں کچھ دیر کے لئے خاموش رہا۔ پھر مجھ پر اس چیز نے غلبہ کیا جو میں اس کے بارے میں جانتا تھا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول فلاں آدمی کو آپ نے کچھ نہیں دیا میں اُسے مؤمن سمجھتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا مسلم سمجھتے ہو۔ پھر میں کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گیا۔ مجھ پر اس کے تقویٰ نے غلبہ کیا۔ میں نے پھر کہا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے فلاں آدمی کو کچھ نہیں دیا میں اُسے مؤمن سمجھتا ہوں آپ نے فرمایا: یا مسلم سمجھتے ہو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو میں دیتا ہوں حالانکہ جس کو میں نہیں دیتا وہ مجھے اس کے مقابلہ میں زیادہ محبوب ہوتا ہے (نہ دینے کے سبب) کہیں وہ اوندھے منہ دوزخ میں نہ ڈال دیا جائے۔

یہ حدیث کتنی واضح ہے۔ حضرت سعدؓ اپنے آپ کو مؤمن نہیں کہہ رہے تھے بلکہ اپنے بھائی کے بارے میں کہہ رہے تھے کہ میں ان کو مؤمن سمجھتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی کہتے رہے کہ مؤمن نہیں مسلم سمجھو۔ تین مرتبہ یہی مکالمہ ہوا۔ اس حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو تو کجا دوسروں کو بھی مومن نہیں مسلم ہی سمجھنا چاہئے اسی میں زیادہ احتیاط ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

انی لقیت رکبًا فقلت من انتم قالوا

میں کچھ سواروں سے ملا میں نے کہا تم کون لوگ

نحن المؤمنون قال فقال الاقالوا نحن من اھل الجنۃ (کتاب الایمان لحافظ ابی بکر صـ۹ وسندہ صحیح)

ہو؟ انہوں نے کہا ہم مؤمنین ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا وہ کیوں نہیں کہتے کہ ہم جنّتی ہیں۔

لہٰذا مسلم کہنے میں کوئی قباحت نہیں ہے اور مؤمن کہنے میں قباحت موجود ہے۔ مزید براں مومنین اور عباداللہ بھی مسلمین ہی کے صفاتی نام ہیں کسی فرقہ کے نام نہیں ہیں۔ ہم نے قرآن مجید اور حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے مومن کہنے میں احتیاط کی ہے تو کیا ہم نے حدیث کا انکار کر دیا۔ کیا خوب فتویٰ ہے آپ کا۔ جناب خیراتی صاحب فتویٰ پر فتویٰ دئے جاتے ہیں اور الزام ہمیں دیتے ہیں کہ جماعت المسلمین فتوے دیتی ہے۔

جو حدیث ہم نے مسلم پمفلٹ میں نقل کی ہے وہ طویل حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ ہم ترمذی کی حدیث کا سیاق و سباق دیکھ کر صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وانا امرکم بخمس اللہ امرنی بھن السمع والطاعۃ والجھادُ والھجرۃ والجماعۃ فانہ من فارق الجماعۃ قید شبرٍ فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ الا ان یرجع ومن ادعی دعوی الجاھلیۃ فانہ من جثا جھنم فقال رجل یارسول اللہ وان صلی وصام قال وان صلی وصام فادعوا بدعوی اللہ الذی سماکم المسلمین المومنین عباد اللہ (رواہ الترمذی ۱۳۷/۵ وصححہ)

میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں اللہ تعالےٰ نے مجھے ان باتوں کا حکم دیا ہے۔ سننا، اطاعت کرنا، جہاد کرنا، ہجرت کرنا اور جماعت کے ساتھ رہنا کیونکہ جس نے جماعت کو بالشت برابر چھوڑ دیا تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار پھینکا سوائے اس کے کہ وہ (جماعت) میں لوٹ آئے اور جس نے جاہلیت کی پکار پکاری تو وہ جہنم میں گیا۔ ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر وہ نماز پڑھے اور روزے رکھے آپ نے فرمایا اگر وہ نماز پڑھے اور روزے رکھے۔ تم اللہ کی پکار کے ساتھ مؤمنین اور عباداللہ کہہ کر پکارو جس نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے۔

مندرجہ بالا حدیث میں ہے کہ جاہلیت کی پکار مت پکارو اس کے مقابلہ میں اللہ کی پکار پکارو یعنی مؤمنین اور عباد اللہ یعنی یایھا الذین امنوا (اے ایمان والو) یا عباد اللہ (اے اللہ کے بندو) یہ اللہ تعالیٰ کی پکار ہے۔ مزید سنیئے۔

"فَادْعُوْا" یہ امر حاضر جمع کا صیغہ ہے۔

"بدعوی اللہ" ب حرف جرّ، دعوی، مضاف اور اللہ مضاف الیہ ہے، مرکب اضافی ہوکر ب کا مجرور ہے جار مجرور متعلق فعل۔

فَادْعُوْا کے دو مفعول ہیں۔ مؤمنین، عِبَادَ اللہِ اس لئے منصوب ہیں۔ فَادْعُوا المؤمنین عباد اللہ یعنی تم پکارو مؤمنین اور اے اللہ کے بندے کہہ کر۔

اَلَّذِیْ، فاعل ہے، "سَمّٰی" ماضی واحد غائب کا صیغہ ہے۔ مذکر ہے۔ "کُمْ" ضمیر منصوب متصل ہے، مفعول ہے۔

"المسلمین" دوسرا مفعول ہے۔ اس لئے منصوب ہے۔ یائے ماقبل کسرہ نونِ مفتوح یہ اس کی نصبی اور جری حالت ہوتی ہے۔ یہاں منصوب ہے۔

اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ مؤمنین اور عباد اللہ تو القاب ہیں اور مسلمین ہمارا نام ہے مسلمین ہی کے مؤمنین و عباد اللہ القاب ہیں۔

غلط فہمی اس حدیث کو رد کرنے کے لئے آپ کو طرح طرح کی تاویلات اختیار کرنی پڑیں کاش آپ حدیث کو قبول کر لیتے۔

ازالہ جناب ہم نے حدیث کو قبول کیا ہے دیکھئے سابقہ صفحات۔ انکار کون کر رہا ہے اس پر آپ ذرا غور کیجئے۔

غلط فہمی اپنے خود ساختہ دعوے سے دستبردار ہو جاتے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا آپ نے کہا کہ یہ سب صفاتی نام ہیں اور مسلم ذاتی نام ہے حالانکہ نہ قرآن مجید نے ذاتی و صفاتی کا فرق بنایا نہ حدیث نے جیسے قرآن مجید نے مسلم نام کہا ویسے ہی حدیث نے مومنین اور عباد اللہ کو یعنی نام بنایا۔

ازالہ جناب موصوف کا مندرجہ بالا اعتراض بھی آپ کی عدم تحقیق کا نتیجہ ہے حالانکہ احادیث میں صفاتی اور ذاتی نام کا ثبوت ملتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وسماك الله عبدًا شكورًا — (اے رسول) اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام شکر گذار بندہ رکھا ہے۔
(صحیح بخاری)

آپ سب سے پہلے مسلم، آپ محمدؐ، احمدؐ، رسولؐ اللہ، نبیؐ اللہ پھر آپ عبد شکور بھی۔ یعنی زیادہ عبادت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ صفاتی نام دیا۔

فیومئذٍ سمی خالد سیف الله — پھر اس دن سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سیف اللہ کا نام دے دیا گیا۔
(رواہ احمد ۵/۲۹۹ وسندہ صحیح)

یعنی حضرت خالدؓ کو بہادری کے سبب سیف اللہ کا صفاتی نام دیا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

انا الذی سمتنی اُمی حیدر۔ — میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا۔
(صحیح مسلم)

اور بھی بہت سی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ میرے پاس وقت نہیں ورنہ اور وضاحت کر دیتا۔ لہذا صفاتی اور ذاتی نام بھی ہو سکتے ہیں۔ جو چیز قرآن وحدیث سے ثابت ہو اس سے دستبردار کیسے ہوا جائے؟ قرآن وحدیث سے ثابت شدہ مسئلہ کو خود ساختہ کہنا جناب موصوف کا پھر فتویٰ ہے۔

غلط فہمی "بہر حال مندرجہ بالا گمراہیوں کی بنا پر میں آپ کی جماعت سے برأت کا اعلان کرتا ہوں اور آپ کی جماعت کو حق پر ثابت کرنے کے لئے نادانستگی میں میں نے قرآن وحدیث کو غلط مفہوم میں پیش کیا ہے اس سے اللہ سے معافی طلب کرتا ہوں اور اللہ سے دعاء کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اور آپ کی جماعت کے تمام لوگوں کو رجوع الی الحق کی توفیق عطا فرمائے۔" رضوان اللہ خیراتی

ازالہ قارئین کرام آپ نے تمام جوابات پڑھ کر یہ اندازہ بخوبی لگا لیا ہوگا کہ جماعت المسلمین میں ایک بھی گمراہی خیراتی صاحب ثابت نہیں کر سکے بلکہ تمام اعتراضات و استدلال میں خیراتی صاحب نے ہر جگہ ٹھوکر کھائی ہے۔ وہ جماعت حقہ کو چھوڑ کر اللہ سے معافی طلب کر رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جماعت المسلمین ثابت شدہ حقیقت ہے آپ کے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں۔
آپ نادانی میں جماعت المسلمین کو صحیح سمجھتے رہے۔ تو پھر وہ جماعتِ حقہ کونسی ہے جس کی طرف آپ نے رجوع کیا ہے؟
اور تمام لوگ کس جماعت کی طرف رجوع کریں، یہ بھی بتا دیں۔
جناب رضوان اللہ صاحب آپ نے ایسی جماعت کو چھوڑنے کی جرأت کی ہے اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ جماعت المسلمین کی حقانیت مزید درجِ ذیل احادیث سے بھی ثابت ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خالف جماعۃ المسلمین شبرًا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ (رواہ الحاکم فی مستدرکہ وصححہ ۱/۱۱۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس شخص نے ایک بالشت بھر بھی جماعت المسلمین کی مخالفت کی تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار پھینکا۔

جماعت المسلمین کی مخالفت کرنا اسلام سے خارج ہونا ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق جماعۃ المسلمین شبرًا اخرج من عنقہ ربقۃ الاسلام (رواہ الحاکم فی مستدرکہ وسندہ صحیح لغیرہ) (رواہ الطبرانی فی الکبیر ۱۲/۴۴۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے جماعت المسلمین کو بالشت برابر چھوڑا اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ نکال پھینکا۔

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں :۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق المسلمین قید شبرٍ فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ .... (رواہ الطبرانی وسندہ صحیح لغیرہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس نے (جماعت) المسلمین کو بالشت برابر چھوڑا اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار پھینکا۔

(۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے :۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شق عصا المسلمین (رواہ الطبرانی والخطیب وسندہ لا بہ بأس)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے جماعت المسلمین کو توڑا۔

(۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اردتَ ان تشق عصا المسلمین (رواہ الحاکم فی المستدرک ۳/ ۷٦ وصححہ)	تم ارادہ کرتے ہو کہ جماعت المسلمین کو توڑ دو۔

نوٹ :۔ "عصا" کے معنی جماعت ہے۔ (المنجد)

(٦) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ثلاث لا یغل علیھن قلب مؤمن: اخلاص العمل للہ ومناصحۃ اولی الامر ولزوم جماعۃ المسلمین ...... (رواہ ابن ماجہ والدارمی ۱/ ۷۴ و ۷۵ واحمد ۳/ ۲۲۵ و ۴/ ۸۰ والبیہقی فی شعب الایمان ٦/ ٦٦ وسندہ حسن)	تین باتوں میں مومن کا دل خیانت نہیں کرتا، اللہ کے لئے عمل خالص کرنا، امیر کی خیر خواہی کرنا اور جماعت المسلمین سے چمٹے رہنا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ بھی مروی ہیں :۔

ومناصحۃ ولاۃ الامور والاعتصام بجماعۃ المسلمین (رواہ ابن عساکر)	صاحب امر کی خیر خواہی کرنا اور جماعت المسلمین کو مضبوطی سے پکڑے رہنا۔

(۷) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

ثلاث لا یغل علیھن قلب مؤمن: اخلاص العمل للہ ومناصحۃ ولاۃ المسلمین ولزوم جماعۃ المسلمین (رواہ الطبرانی وحلیۃ اولیاء وسندہ حسن ماقبلہ)	تین باتوں میں مومن کا دل خیانت نہیں کرتا۔ اللہ کے لئے عمل خالص کرنا، مسلمین کے امیروں کی خیر خواہی کرنا اور جماعت المسلمین سے چمٹے رہنا۔

(۸) حضرت نعمان بن بشیر کہتے ہیں : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

ثَلَاثٌ لَا يَغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُؤْمِنٍ: إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ، وَمُنَاصَحَةُ وُلَاةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَلُزُوْمُ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِيْنَ (رواہ الطبرانی و ابونعیم و ابن عساکر وسندہ صحیح ماقبلہ)

تین باتوں میں مؤمن کا دل خیانت نہیں کرتا۔ اللہ کے لئے عمل خالص کرنا، مسلمین کے امراء کی خیر خواہی کرنا اور جماعت المسلمین سے چمٹے رہنا۔

(۹) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصی الخلیفۃ من بعدی بتقوی اللہ واوصیہ بجماعۃ المسلمین (رواہ البیہقی فی شعب الایمان وسندہ لا بأس)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں تمہیں اللہ کے تقویٰ کے ذریعہ اپنے بعد خلیفہ کی وصیت کرتا ہوں اور میں تمہیں جماعت المسلمین کی وصیت کرتا ہوں یعنی جماعت المسلمین سے چمٹے رہنا۔

دورِ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور جماعت المسلمین

(۱۰) حضرت عبیدہؒ کہتے ہیں عُیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اپنی زمین جو بے کار تھی تبدیل کرنے کی درخواست کی حضرت ابوبکرؓ نے تبدیل کر دی تو حضرت عمرؓ ناراض ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر الصدیقؓ سے کہا:۔

ارض ھی لك خاصۃً ام ھی بین المسلمین عامۃً قال فما حملك ان تخص ھذین بھا دون جماعۃ المسلمین (رواہ ابن ابی شیبۃ ورواہ البخاری فی التاریخ والبیہقی وابن عساکر وسندہ حسن)

یہ زمین آپ کے لئے خاص ہے یا بین المسلمین عام ہے؟ حضرت ابوبکر الصدیقؓ نے کہا: بلکہ بین المسلمین عام ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: تو آپ کو کس چیز نے اس بات پر آمادہ کیا کہ جماعت المسلمین کو چھوڑ کر وہ زمین ان دو کو خاص کر دیں۔

(۱۱) حضرت عبدؒ خیر کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے پاس تھا جب اہلِ نجران ان کے پاس آئے۔ پھر انہوں نے ایک تحریر نکالی اور کہا اے امیر المؤمنین یہ آپ کی تحریر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے ہاتھ سے لکھوائی تھی ..... حضرت علیؓ کے آنسو جاری ہو گئے اور وہ کہنے

لگے کہ میرے ہاتھ کی یہ آخری تحریر ہے ...... لیکن میں تمہیں عمرؓ کے بارے میں بتاتا ہوں :

ان الذی اخذ منکو عمر لم یاخذہ لنفسہ انما اخذہ لجماعۃ المسلمین

تم سے جو عمرؓ نے لیا ہے وہ اپنے لئے نہیں لیا۔ انہوں نے وہ جماعت المسلمین کے لئے لیا ہے۔

(رواہ البیہقی وسندہ حسن لغیرہ)

یہ ہے دورِ علیؓ اور جماعت المسلمین۔

(۱۲) حضرت عبدالملکؒ بن حمید کہتے ہیں کہ ہم عبدالملک بن صالح کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کو دمشق کے دیوان میں سے ایک خط ملا جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہ ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو لکھا تھا۔ منجملہ اور باتوں کے اس میں یہ تحریر تھا۔

ونصحًا لك وله والجماعۃ المسلمین والسلام علیك ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ...... (رواہ ابن ابی عساکر وسندہ لا بہ باس فی المتابعت)۔

میں آپ کی اور ان کی اور جماعت المسلمین کی خیر خواہی میں لکھ رہا ہوں۔ والسلام علیك ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یہ ہے دورِ حضرت معاویہؓ اور حضرت ابن عباسؓ۔

(۱۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

التارك للجماعۃ (صحیح بخاری)

جماعت کو چھوڑنے والے کو (قتل کردو)

ابن حجر کہتے ہیں :۔

والمراد بالجماعۃ المسلمین

جماعت سے مراد جماعت المسلمین ہے۔

(فتح الباری ۱۱/ ۲۰۱)

(۱۴) امام قرطبی کہتے ہیں :۔

لانہ اذا ارتد فارق جماعۃ المسلمین غیر انہ یلتحق بہ کل من خرج عن جماعۃ المسلمین۔

(فتح الباری ۱۲/۲۰۲)

جب مرتد ہوتے ہوئے کسی نے جماعت المسلمین کو چھوڑ دیا (تو وہ مرتد ہو گیا) سوائے اس کے جو شخص جماعت المسلمین سے نکل گیا تھا وہ دوبارہ (جماعت المسلمین) میں شامل ہو جائے۔

(۱۵) حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحۃ الدین النصیحۃ قیل بمن یا رسول اللہ قال ﷲ و لکتابہ ولنبیہ ولائمۃ المسلمین وعامتہم (رواہ البیہقی فی شعب الایمان ۲۶/۶ وسندہ صحیح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ معلوم کیا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کس کے لئے، آپ نے فرمایا: اللہ کے لئے، اس کی کتاب کے لئے، اس کے نبی کے لئے، مسلمین کے ائمہ کے لئے اور عام مسلمین کیلئے۔

ابوعثمان سعید بن اسماعیل الواعظ الزاھد کہتے ہیں:۔

واما نصیحۃ جماعۃ المسلمین (حوالہ مذکورہ)

(رہی عام حضرات کی خیر خواہی کرنا) تو جماعت المسلمین کی خیر خواہی کرنا ہے۔

خیراتی صاحب جماعت المسلمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فرمانات پر عمل کر رہی ہے جو قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ میں ہیں ایسی جماعت کو گمراہ کہہ کر آپ اپنی آخرت تباہ کر رہے ہیں۔ لہذا آپ اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں۔ جماعت المسلمین میں گمراہی ثابت کریں اِن شاء اللہ ہم اسے چھوڑ دیں گے مگر جماعت میں رہتے ہوئے اصلاح کا کام کیجئے۔ جماعت المسلمین سے باہر رہ کر اعتراض برائے اعتراض کریں گے تو آپ حضرات ہی کو نقصان پہنچے گا اِن شاء اللہ جماعت المسلمین کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ وہ ترقی کر رہی ہے اور کرتی رہے گی اِن شاء اللہ۔

خادم الاسلام والمسلمین

محمد اشتیاق

امیرِ جماعت المسلمین

۲۰ ربیع الاخریٰ ۱۴۱۸ھ